خدّام الدین

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
بانی انجمن خدام الدین لاہور

نگرانِ اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین

مدیر اعلیٰ
مجاہد الحسینی

تسخیرِ ماہتاب اور قرآنِ عزیز

وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ

اور (اللہ تعالیٰ نے) تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخّر کر دیا ہے کہ ایک خاص دستور پر برابر چلے جا رہے ہیں۔ (سورۂ ابراہیم)

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ○ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ○ فَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○

اور چاند جب پورا ہو جائے۔ البتہ تمہیں ضرور چاند پر چڑھنا ہے منزل بہ منزل۔ پھر انھیں (لوگوں کو) کیا ہو گیا کہ وہ ایمان نہیں لاتے (سورۂ انشقاق)

۱۶ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ
یکم اگست ۱۹۶۹ء

مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور مغربی پاکستان

ہدیہ ۲۵ پیسے

توبہ و مغفرت

محمد یاسین، بندر روڈ کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَۃٍ حَسَنَۃً۔

ترجمہ: جو کوئی تمام مومن مرد اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مرد مومن اور عورت کے عوض ایک نیکی لکھتا ہے۔ (طبرانی - عن عبادۃ بن الصامت) اس طرح پڑھنا چاہئے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط

فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا مُتَلَازِمَیْنِ بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ وَمَنْ اَکْثَرَ مِنْہُ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَّخْرَجًا۔ (الحدیث)

ترجمہ: جو شخص استغفار کی پابندی کرے اور جو شخص کثرت سے استغفار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دے گا۔ (ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، (عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰی مَا کَانَ مِنْکَ وَلَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَآءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ اَتَیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُکَ بِقُرَابِھَا مَغْفِرَۃً۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدمؑ جب تک تو مجھ سے دعا مانگے گا اور امید رکھے گا۔ میں تجھے بخشوں گا خواہ تیری کچھ بھی حالت ہو۔ اور میں پرواہ نہیں رکھتا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ (زمین سے) آسمان کی باگ تک پہنچ جائیں۔ پھر تو مجھ سے مغفرت چاہے تو میں تیری مغفرت کر دوں گا۔

اے آدمؑ کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر کر گناہ لائے اور پھر مجھ سے اس حالت میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو میں تیرے پاس زمین بھر کر مغفرت لاؤں گا۔ ترمذی (عن انسؓ) احمد، دارمی (عن ابی ذرؓ)

فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْہُ لِیْ فَقَالَ رَبُّہٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَ یَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْہُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْہُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثَالِثًا فَلْیَعْمَلْ مَا شَآءَ۔

ترجمہ: ایک بندہ گناہ کرکے کہتا ہے۔ اے رب! میں نے گناہ کر لیا۔ تو اسے بخش دے۔ تو پروردگار (فرشتوں سے) فرماتا ہے کہ میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر اس کی گرفت کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے گناہ سے باز رہتا ہے۔ پھر گناہ سرزد ہوتا ہے تو کہتا ہے اے اللہ! میں نے دوسرا گناہ کیا تو میری مغفرت فرما دے۔ اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے، کیا میرے بندے کو یہ معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کی مغفرت کرتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کی مغفرت کر دی۔ پھر جب تک اللہ کی مشیت ہو بندہ گناہ سے باز رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد گناہ سرزد ہوتا ہے۔ تو کہتا ہے اے رب! میں نے ایک اور گناہ کیا تو مجھے معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرے بندہ کا یہ یقین ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی سزا دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو تیسری بار بھی بخش دیا۔ پس وہ جو چاہے کرے۔

تشریح۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب تک بندہ استغفار کرتا ہے جو بھی گناہ سرزد ہو جائے اگر اپنے گناہوں پر نادم رہے گا اور استغفار کرتا رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرماتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اس کے گناہ ہمیشہ کے لئے چھوٹ جائیں گے۔ اور وہ گناہ کر ہی نہ سکے گا۔

فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنِّیْ وَ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدّام الدّین

لاہور

فون ۶۷۵۴۵

جلد ۱۵ —— شمارہ ۱۳۰

۱۶ رجمادی الاول ۱۳۸۹ھ
مطابق
یکم اگست ۱۹۶۹ء

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح

مدیر مسئول
حضرت مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین
لاہور

مدیر
مجاہد الحسینی

ہدیہ
۲۵ پیسے

تسخیر ماہتاب اور اسلام

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں
(اقبال)

تسخیر ماہتاب کے سلسلہ میں امریکی خلانوردوں کی کامیاب مہم پر دنیا میں تحسین و آفرین کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں اور فی الحقیقت یہ انسانی "تلاش و جستجو" اور تحقیق و تجسس کا عظیم کارنامہ ہے۔ انسان ایسے مرحلہ میں خالق کائنات خداوند قدوس کا جتنا بھی شکر بجا لائے کم ہے جس نے حضرتِ انسان کو یہ عقل اور توفیق عطا فرمائی کہ وہ کرۂ زمین سے خلا کی وسعتوں اور پہنائیوں سے گذر کر کرہ ماہتاب میں قدم رنجاں ہوا۔ تسخیرِ کائنات کے لئے اس کی سعیٔ پیہم کا سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ٥

(پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے یہ مطیع کر دیا اور ہم اسے قابو میں لانے والے نہ تھے۔ (ترجمہ شیخ التفسیر لاہوری رح)

تسخیرِ کائنات کے سلسلہ میں آج جو معلومات فراہم کی جا رہی ہیں اہلِ اسلام کے لئے یہ کوئی انوکھی اور عجیب و غریب نہیں کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے یہ فرما دیا ہے۔ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ٥ اور تمہارے لئے مسخّر کر دیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں۔

اب یہ حضرتِ انسان کا کام ہے کہ وہ خالق کائنات کے بتلائے ہوئے طریق اور نظام کے مطابق تسخیر کائنات کے مراحل طے کرے۔

پھر —— یہی نہیں کہ خداوندِ قدوس نے قرآن مجید میں ایک نظریہ اور تصوّر پیش فرما دیا ہو اور اس کی عملی تفسیر یا عملی مشاہدہ کی کوئی مثال پیش نہ فرمائی ہو۔

اس سلسلہ میں حضرت خاتم الانبیاء محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک رات مجھے زمین سے لے کر چاند، سورج، تمام آسمانوں اور جنت و جہنم غرضیکہ پورے نظامِ کائنات کا مشاہدہ کرایا ہے۔! حتیٰ کہ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتے۔ اور پھر جس ذاتِ اقدسؐ کے پاس نہ کوئی سائنسی رصدگاہ تھی نہ مادّی اسباب و وسائل تھے اس کی حیاتِ طیّبہ کے عظیم معجزات میں واقعۂ معراج کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی ایک عظیم کارنامہ ملتا ہے کہ جب کفار مکہ نے آپؐ سے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کیا تو آپؐ کی انگشتِ مبارک کے اشارہ سے "معجزۂ شق القمر" ظہور پذیر ہوا۔ جب امّتِ مسلمہ کے پاس اس کے آخری پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوۂ حسنہ موجود ہو اس کے لئے سائنسی ایجادات اور مادی کارنامے اپنے اندر کوئی معجزہ نہیں رکھتے ہیں۔

اس کا ایمان تو یہ ہے کہ دَورِ حاضر کا انسان اسلام کے بتلائے ہوئے نظریات کا خوشہ چین ہے۔ اور اس کی تمام کوششیں ہمارے نقشِ قدم کی اتباع میں تو ہو سکتی ہیں پیشرو کی حیثیت سے نہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ تسخیر ماہتاب کا عظیم مرحلہ طے کرنے والی قوموں نے کرۂ زمین کے مسائل حل کر لئے ہیں کہ اسے اب اہلِ زمین سے بے نیاز ہو کر دوسرے کرّوں کی فکر دامنگیر ہوئی ہے۔ دوسرے ممالک کے انسانوں کے مسائل درکنار —— خود امریکہ کے نیگرو باشندوں

"خدّام الدّین" کا ٹائیٹل

گذشتہ اعلان کے مطابق یکم اگست سے خدام الدین کی ترتیبِ نو کی جا رہی ہے۔ امروزہ اشاعت کا ٹائیٹل صرف اسی اشاعت کے لئے ہے مستقل جدید سرورق جو آرٹ اور فن کتابت کا ایک اچھوتا نمونہ ہو گا انشاء اللہ آئندہ اشاعت سے بعض نئے عنوانات کے ساتھ شریکِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔

(ناظم نشر و اشاعت)

تصحیح صفحہ اوّل پر دوسری آیت کے ترجمے میں "چاند پر" زائد ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

نے خلائی جہاز اپالو گیارہ کے پرواز
کے مرحلہ میں زبردست مظاہرہ کرتے
ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ تم خلائی
تحقیقات پر کھربوں، اربوں روپیہ
برباد کردو لیکن ہمیں تو بھوکا نہ
مرنے دو ۔ ! آخر ہم بھی تو انسان
ہیں اور وسائلِ زندگی سے محروم
ہونے کے باعث ننگے اور بھوکے
سسک سسک کر زندگی گذار رہے
ہیں ۔ شیخ سعدی نے غالباً ایسے
ہی مواقع کے لئے فرمایا تھا ؎

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ بر آسماں نیز پرداختی

دارالعلوم دیوبند کی بندش

بھارتی حکومت نے برصغیر پاک و
ہند کی قدیم اسلامی یونیورسٹی اور
دنیائے اسلام کی عظیم دینی درسگاہ
دارالعلوم دیوبند کو غیر معیّنہ مدّت
کے لئے بند کر دیا ہے ۔

دارالعلوم دیوبند کی دینی
اور علمی حیثیت محتاج تعارف نہیں
یہ درسگاہ ایک صدی سے عظیم ملّی خدمات
انجام دے رہی ہے اور دنیا بھر میں
شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جس میں
اس دارالعلوم کے فارغ التحصیل اور
چشمۂ علم و عرفان سے فیضیاب ہونے
والے علمارِ کرام اور دینی راہنما موجود
نہ ہوں ۔

دارالعلوم دیوبند نے ملّتِ اسلامیہ کی
صرف دینی راہنمائی نہیں کی ہے بلکہ سیاسی
اعتبار سے تحریکِ آزادیٔ وطن کو پروان
چڑھانے میں جو کارہائے نمایاں انجام
دئے ہیں وہ ہماری تاریخ ملّی کا سنہری
باب اور زریں کارنامے کی حیثیت
رکھتے ہیں ۔

اس عظیم دینی درسگاہ کو انگریز
جیسی کافرانہ و جبروتی طاقت کو بند
کرنے کی جسارت کبھی نہ ہو سکی تھی ۔
اسے بھارت کے عاقبت نااندیش اور
سفّاک حکمرانوں نے بند کرکے نہ صرف
بھارتی مسلمانوں کے دل مجروح کئے ہیں
بلکہ اس ناپاک اقدام سے دنیا بھر کے
مسلمانوں کے دینی جذبات کو سخت ٹھیس
پہنچی ہے ۔

بھارت میں سامراج کے خلاف معرکہ آرا، خدمات
انجام دینے والی اسلامی یونیورسٹی کو بند
کرنے کا اقدام سامراج کی خوشنودی
حاصل کرنے کی ایک گہری سازش کا
نتیجہ معلوم ہوتا ہے ۔ بھارتی حکومت کو
دنیا بھر کے مسلمانوں کے نازک
جذبات کا احترام کرتے ہوئے دارالعلوم
دیوبند کی بندش کے احکام فی الفور واپس
لینے چاہئیں اور دنیا بھر سے آئے
ہوئے طالبعلموں کو اپنی دینی تعلیم جاری
رکھنے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں ۔

پُراسرار آوازیں اور خلائی جہاز

مشہور خبر رساں ایجنسی رائٹر نے
ہوسٹن سے خبر دی ہے کہ امریکی خلائی
جہاز اپالو ۱۱ جو زمین کی طرف واپسی
کے سفر کے دوران کامیابی کے ساتھ
چاند کے مدار سے نکل کر جب زمین
کے حلقۂ کشش میں داخل ہوا اور بظاہر
تمام کٹھن مراحل بڑی خوش اسلوبی سے
طے کر چکا تھا ابھی زمین سے ایک
لاکھ ساٹھ ہزار میل کی بلندی پر تھا
کہ اچانک اس کے اندر سے انتہائی
مہیب اور دہشت انگیز آوازیں ابھرنا
شروع ہو گئیں ۔

ہوسٹن کے خلائی مرکز میں جب یہ
عجیب و غریب آوازیں سنی گئیں تو
خلائی مرکز میں متعیّن حکام دہشت زدہ
ہو گئے ۔ خلائی مرکز کی اطلاع کے مطابق
ان آوازوں سے یوں لگتا تھا، گویا
ہزاروں ریڈ انڈین زور زور کے ساتھ
کھانس رہے ہیں اور وحشیانہ انداز میں
قہقہے لگا رہے ہیں ۔ کبھی یہ آوازیں تیز رفتار
ریل گاڑی اور کبھی آگ بجھانے والے
انجنوں کے سائرن کی طرز اختیار کر جاتیں ۔

خلائی ماہرین نے صورتِ حال معلوم
کرنے کے لئے خلائی جہاز سے رابطہ قائم
کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کئی گھنٹے
تک اپنی اس کوشش میں ناکام رہے ۔

خلائی مرکز میں خلاباز آرمسٹرانگ،
ایلڈرن اور کولنز سے باری باری استفسار
کیا گیا کہ آیا انہیں اس بات کا یقین
ہے کہ خلائی جہاز پر ان تینوں کے علاوہ
کوئی اور ذی نفس تو سوار نہیں ؟ لیکن
خلابازوں کی طرف سے ابھی تک کوئی
جواب موصول نہیں ہوا ۔ جس سے خلائی
ماہرین کی تشویش مزید بڑھ گئی ہے ۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

خلا کی تسخیر ہو رہی ہے
زمیں پہ انسان مر رہا ہے

سیّد فخرالدین بلے

خلا کی تسخیر کرنے والو!
قمر کی تسخیر صد مبارک
جو خوابِ آدم کو تم نے بخشی
وہ زندہ تعبیر صد مبارک

خلا کی تسخیر کرنے والو!
یہ کارنامہ عظیم تر ہے
تمہاری ان کوششوں سے قائم
صداقتِ عظمتِ بشر ہے

خلا کی تسخیر کرنے والو!
مگر کبھی تم نے یہ بھی سوچا!
تمہاری دنیا کا حال کیا ہے؟
زمیں پہ ہے ایک حشر برپا

خلا کی تسخیر کرنے والو!
کروگے کیا مہ کی خلوتوں میں؟
ہزاروں انسان سسک رہے ہیں
تمہاری اپنی ریاستوں میں

خلا کی تسخیر کرنے والو!
دھواں زمیں سے نکل رہا ہے
دھماکے ایٹم کے ہو رہے ہیں
وجودِ انساں پگھل رہا ہے

وہ دیکھئے قافلہ ہمارا
خلا کی تسخیر ہو رہی ہے
زمیں پہ انسان مر رہا ہے

خطبۂ جمعہ

۹ رجمادی الاوّل ۱۳۸۹ ھ مطابق ۲۵ ر جولائی ۱۹۶۹ ء

چاند کی تسخیر صداقتِ اسلام کا زندہ ثبوت ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ : امّابعد : فاعوذباللہ من الشیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :

وَ سَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

ترجمہ : اور (اللہ تعالیٰ نے) سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخّر کر دیا۔
بزرگانِ محترم ! آج دنیا والوں کی گفتگو کا ایک ہی موضوع ہے۔ "انسان کا چاند پر پہنچنا"۔ جس طرف دیکھو ہر کہ و مہ اور خورد و کلاں اسی موضوع پر محفل گرم کئے ہوئے ہے۔ لوگ ہم سے بھی سوال کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کیا یہ ممکن ہے کہ انسان چاند پر پہنچ جائے۔؟ بعض نادان اَن پڑھ اور نام نہاد مولوی بھی اسے موضوعِ سخن بنائے ہوئے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ یہ سب کچھ بکواس ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ عوام علماء کے متعلق بدگمان ہو رہے ہیں اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اب جب کہ انسان کے قدم چاند پر پہنچ چکے ہیں اور انسان چاند کی مٹی لے کر زمین پر پہنچ رہا ہے اور یہ سب کچھ ایک حقیقت کی صورت میں سامنے آ رہا ہے ان مولوی صورت سادہ حضرات کا یہ ارشاد کیوں کر تسلیم کیا جا سکتا ہے ــــ ظاہر ہے اس سے دینِ مبین کے بارے میں عوام کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ اللہ کے دین سے بیزار ہوتے ہیں۔ حالانکہ دینِ اسلام کے پیرو اور ربانی علماء نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ شق القمر اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ معراج کی تائید و تصدیق کی تو ایمان سے محروم لوگوں کی اکثریّت نے اسے افسانہ اور مولویوں کی دقیانوسی باتیں کہہ کر نشانۂ استہزاء بنایا تھا ــــ اب تعجب ہے کہ یہی لوگ علماء کرام کو اس کا منکر ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور نام نہاد مولویوں کی دُور از کار اور خارج از اسلام باتوں کا سہارا لے کر خود کو سچّا ثابت کرنے کی سعی میں مصروف ہیں۔

محترم حضرات ! خوب اچھی طرح ذہن میں رکھئے کہ جو علماء کرام چودہ سو برس سے معراجِ جسمانی کے حق میں دلائل کے انبار لگا رہے ہیں اور جن کا ایمان ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسمِ اقدس کے ساتھ عرشِ معلٰی تک تشریف لے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام منازل کو معراج کی رات میں طے کیا تھا وہ حضرات چاند پر انسان کے قدم زن ہونے کے کس طرح منکر ہو سکتے ہیں۔

حضرت حکیم الاسلام کا ارشاد

بارہ تیرہ برس پہلے کی بات ہے کہ جب انسان ابھی صرف چاند کی طرف جانے کے منصوبے ہی بنا رہا تھا اور چاند پر رسائی کے تصوّر کی حیثیت ایک خواب اور تمنّائے موہوم سے زیادہ نہیں تھی اور راکٹ وغیرہ بھی ایجاد نہیں ہوئے تھے اسی لاہور میں استاذالمکرم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے ہوئے تھے اور ان کی مسلم مسجد انارکلی بازار میں تقریر تھی ــــ عین تقریر کے دوران ہزاروں افراد کے مجمع میں سے ایک شخص نے حضرت قاری صاحب مدظلہٗ سے سوال کیا کہ حضرت ! یہ لوگ جو چاند پر جانے کے متعلق منصوبے بنا رہے ہیں ان کے متعلق آپ کا خیال کیا ہے ؟

اس پر حضرت حکیم الاسلام مدظلہٗ العالی نے اس نوجوان سے استفسار فرمایا تھا کہ آپ اس سلسلے میں میری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں یا اسلام کی رائے جاننا چاہتے ہیں ؟ اس نوجوان نے جواب دیا "حضرت اسلام کی رائے جاننا چاہتا ہوں"

حضرت قاری صاحب مدظلہٗ نے اس وقت نہایت ہی جامع ، پُرمغز اور شاندار جواب دیا تھا جس سے اس تصوّر کا اسلامی چہرہ نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ حضرت قاری صاحب مدظلہٗ نے فرمایا تھا کہ تمام ذی علم حضرات اور سائنسدان اس امر پر متفق ہیں کہ چاند زمین سے قریب ترین سیّارہ ہے اور اسلام کی نظر میں انسان کی یہ کم ہمتی ہے کہ وہ اب تک اس قریب ترین سیارہ تک بھی نہیں پہنچ سکا ورنہ اسلام نے تو انسان کی منزل عرش بتائی ہے ــــ چنانچہ علامہ اقبال مرحوم نے اسی حقیقت کو تقریباً چالیس برس پہلے ان الفاظ میں سمویا تھا ؎

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفٰی سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

پھر اسی نکتۂ نگاہ سے علامہ اقبال مرحوم نے قوم کے سامنے یہ تصوّر پیش کیا تھا کہ ؎

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

وہ تو آج سے بہت پہلے نوجوانوں کو ستاروں پر کمندیں پھینکنے اور چاند

کی تسخیر کی ترغیب دیتے رہے تھے اور انہوں نے یہ تصور اپنے آقا و مولیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واقعۂ معراج سے لیا تھا چنانچہ وہ اسی لئے دنیا کو یہ درس دیتے رہے کہ ؎

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

برادرانِ عزیز! چاند کی تسخیر کے کے متعلق اسلام کا نظریہ واضح ہو جانے کے بعد اسلام کی صداقت کا ایک اور عظیم ثبوت بھی اس سے ملتا ہے۔

صداقتِ اسلام کا ثبوت

سب دنیا جانتی ہے کہ ظہورِ اسلام سے پہلے کواکب پرستی عام تھی۔ لوگ چاند، سورج اور ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ ان کو الٰہ، حاجت روا اور مشکلکشا سمجھتے تھے۔ ان کو دیوتا مانتے اور ان کے سامنے سربسجود ہوتے تھے — ان کی نذریں اور نیازیں دیتے تھے۔ ان کے نام کی منتیں مانتے اور ان کے چڑھاوے چڑھاتے تھے اور اب تک بعض قوموں اور مذاہب میں یہ رسوم بدستور جاری ہیں لیکن اسلام نے اعلان کر دیا تھا کہ یہ سب چیزیں انسان کی خدمت کے لئے ہیں اس کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں رکھتیں — یہ سب ایک خالق کی پیدا کردہ ہیں جو ان کا اور ہم سب کا رب ہے اور فقط وہی ایک ذات عبادت کے لائق ہے — سجدہ، پوجا پرستش صرف اسی ذات وحدہٗ لاشریک کی ہونی چاہیئے اور اس کے سوا کوئی دوسرا پرستش کے لائق نہیں اور اب انسان نے چاند کی چھاتی کو اپنے قدموں سے روند کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ چاند بھی محض مٹی ہے اور انسان کا مسجود نہیں بلکہ اس کے قدموں کی خاک ہے اور اس کی حیثیت ہرگز الٰہ، حاجت روا اور مشکلکشا کی نہیں ہو سکتی۔

عزیزانِ گرامی! قرآن عزیز میں پہلے تو ہمیں یہ مژدۂ جانفزا سنایا گیا:۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔

ترجمہ: اللہ نے جو کچھ زمینوں میں ہے وہ تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔

پھر فرمایا۔ صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ انہیں تمہارے لئے مسخر بھی کر دیا ہے:۔

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ۔

جو کچھ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کا ترجمہ کیا ہے ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

محترم حضرات! اس آیۂ کریمہ میں تعمیم تھی، اجمال تھا بعض دیگر آیات میں تخصیص اور تفصیل بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ جیسے:۔

وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ

اور ایک جگہ فرمایا:۔

وَ سَخَّرَ الْبَحْرَ

اور دوسری جگہ فرمایا:۔

وَ سَخَّرَ الْجِبَالَ

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سمندر، پہاڑ، ہوا، بجلی وغیرہ کی طاقتیں ہمارے تصرف اور قبضہ میں آکر مسخر ہو چکی ہیں، اپنی قوت و اہمیت کے اعتبار سے سمندروں کا سینہ چیرنا، پہاڑوں کا سر کرنا، ہوا کو تابع کرنا اور بجلی کو مقید کرنا کوئی کم درجہ کی چیزیں نہیں ہیں۔ یہ عظیم طاقتیں انسان کے قبضہ و تصرف میں آکر مسخر ہو چکی ہیں۔ اور اب اللہ کے فضل و کرم سے چاند بھی مسخر ہو چکا ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ انسان اس سے بھی آگے جائے اور یقیناً قرآن حکیم و عزیز کی یہ پیشین گوئی پوری ہو کر رہے گی۔

وسخر لکم الشمس والقمر

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن عزیز میں غور و تدبر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کامیابیوں کے ساتھ ساتھ ہمیں صحیح انسان اور مسلمان بننے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ: شذرہ

خلائی مرکز کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ یہ مختلف آوازیں دو مختلف خلائی اسٹیشنوں سے سنی جا رہی ہیں تاہم انہوں نے کہا فی الحال ان آوازوں کے بارے میں کچھ نہیں جا سکتا شاید بعد میں ان کی نوعیت معلوم ہو سکے۔!

اس خبر سے آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بے پناہ مادی اسباب و وسائل رکھنے والی قوموں کی معلومات ہنوز ادھوری ہیں اور خالقِ کائنات کی مخلوق بے حد و حساب ہے۔

صرف مادیات پر یقین رکھنے والے لوگوں کے سامنے جب خداوندِ قدوس کی مخلوق "جنات" اور "فرشتوں" کے متعلق اسلام کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ صرف مسلمانوں کا "وہم" ہے ورنہ "جنات" بھی کوئی مخلوق ہو سکتی ہے؟ اور پھر اسی طرح (نعوذ باللہ) خداوندِ قدوس کی ذاتِ اعلیٰ کی بابت بھی ایسے ہی کلماتِ کفریہ کا اظہار کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس ذات کا وجود ہے تو پھر نظر کیوں نہیں آتا۔ حالانکہ خلائی تحقیقات کرنے والوں نے تمام خلا کو چھان مارا ہے۔

آج ہم ان حضرات سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہاری رصدگاہوں اور ٹیلی ویژن اسٹیشنوں نے زمین سے خلا اور چاند تک کی ہر چیز انسانوں کے سامنے پیش کر دی ہے، چاند میں اترنے والے انسانوں کی گفتگو زمین والوں نے سن لی ہے لیکن جدید ترین اسباب و ذرائع کے باوجود "پُراسرار آوازوں" کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔

کیا یہ پُراسرار آوازیں اور قہقہے خدا کی ایک ناری مخلوق "جنات" کی نہیں ہو سکتیں؟ اور ممکن ہے یہ مخلوق چاند پر بھی رہائش پذیر ہو۔

مجلس ذکر (قسط نمبر ۳)

ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا واقعہ

حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ زبان زدِ خاص و عام ہے جو بچپن سے ہم آپ سنتے چلے آ رہے ہیں۔ کہ رمضان ہی میں اُن کو اللہ نے دنیا میں بھجوایا۔ اُنہوں نے اپنی والدہ سے ابتدا میں حدیث پڑی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات قریب قریب شاہ عبد القادر جیلانیؒ سے ملتے جلتے ہیں جس طرح اللہ نے اُن کو فروغ نصیب فرمایا، جس طرح اللہ نے اُن کو تحصیل علم کے لئے بھجوایا، چھوٹی سی عمر میں بچارے والد سے محروم ہو گئے اور بعد میں والدہ کی تھوڑی سی تعلیم نصیب ہوئی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے مجھے بھی تھوڑی سی والدہ کی تربیت نصیب ہوئی۔ پھر والدہ سے جدا ہو کر علم پڑھنے کے لئے گئے۔ بالکل قریب قریب اسی طرح اُن کے بھی حالات ہیں جو میں نے نظر گزاری۔ پھر راستے کا ایک عجیب واقعہ ہے، اُن کی عظمت کا یہیں سے پتہ چلتا ہے، کہ والدہ نے چالیس دینار اُن کی بغل کے نیچے گدڑی میں سی دیئے تاکہ وہ محفوظ رہیں بغداد تشریف لے جا رہے تھے۔ گیلان میں پیدا ہوئے تھے، ایران کے علاقے میں ایک قصبہ ہے گیلان۔ عربی میں چونکہ گاف نہیں ہے اس لئے جیلانی کہا جاتا ہے۔ ہیں وہ گیلان کے رہنے والے تو اس زمانے میں علم دین کا مرکز بغداد میں تھا۔ اور آپ بغداد تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں سارے قافلے کو چوروں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ ہوائی جہازوں، سڑکوں بسوں کا دَور نہیں وہ قافلوں کا دَور تھا۔ لوگ اکیلے دوکیلے سفر نہیں کر سکتے تھے۔ تو قافلہ لُٹ گیا سارا۔ اُن ڈاکوؤں کا جو سردار تھا اُس کا نام سردار احمد آتا ہے، سردار احمد کے دو ماتحت ڈاکوؤں نے اُسے اطلاع دی ایک لڑکا ایسا ہے گدڑی پوش، وہ کہتا ہے کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں اور پوچھتے ہیں تو کہتا ہے کہ بغل میں سلے ہوئے ہیں۔ اُس نے کہا میرے پاس لے آؤ لایا گیا سردار احمد کے پاس، یعنی ڈاکوؤں اور قزّاقوں کا سردار جو تھا، تو اُس نے بھی وہی سوال کیا اُنہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ ادھیڑا گیا، کھول کے دیکھا گیا تو واقعی چالیس دینار نکلے اُس نے کہا کہ بھائی ہر کوئی چھپاتا ہے اور بچاتا ہے جان اور مال کو اور تم عجیب آدمی ہو کہ نہ جان بچاتے ہو نہ مال بچاتے ہو۔ صاف بتاتے ہو کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں اور یہاں پر سلے ہوئے ہیں یہ کیا بات ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ جب میں گھر سے چلا تھا تو میری والدہ، جن سے میں نے قرآن پڑھا اور تھوڑی بہت حدیث پڑھی ہے، چونکہ میں سفر پر جا رہا تھا تو اُنہوں نے مجھے چالیس دینار سی دیئے اور فرمایا بیٹا زندگی بھر جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اب جب تم نے پوچھا تو دین پر عمل جب میں ہی نہ کروں تو کون عمل کرے گا جس دین کو پڑھنے کے لئے جا رہا ہوں تو عمل کرنے کے لئے پڑھنا ہے کہ پڑھنے کے لئے پڑھنا ہے!

علم کی فضیلت

ہمارے ہاں گھبراتے ادب ہے علم پڑھنے کے لئے پڑھتے ہیں، پڑھانے کے لئے پڑھاتے ہیں، عمل کا تو ہمارے ہاں صفایا ہی ہو گیا ہے بالکل۔ عمل کی نیت ہی نہیں ہے میٹرک ہو جائے، بی۔ اے ہو جائے، پڑھ جائے، یا کلرک ہو جائے گا یا ٹیچر لگ جائے گا کمانے کھانے کا دھندا بن جائے گا۔ یہ علم نجات کا ذریعہ نہیں بنے گا۔ نجات کا تو دماغ سے بالکل خیال ہی غائب ہے اسی لئے علم دین کی اہمیت ہی نہیں رہی۔ علم جو ہے وہ ریاضی کا، جغرافیے کا، سائنس کا ٹیکنالوجی کا، یہ وہ سب کاروباری دھندے ہیں، حالانکہ علم اشرف المخلوقات بنانے کے لئے ہے۔ فرشتوں تک پہ فائز کرنے کے لئے اللہ نے علم، یعنی اپنی صفتِ علم سے نوازا انسان کو اور اُس میں سب سے پہلے علم دینیات کا الہامات کا مراد ہے، باقی علوم ضمناً علوم ہیں، فروعاً، ورنہ حقیقی علم تو یہ ہے۔ یہ تو تجارب ہیں۔ لوگوں کے، ماضی کے حالات ہیں، یہ تو علم ہیں ہی نہیں، نہ نہ تاریخ کا نہ جغرافیے کا۔ بہر حال علم تو وہی ہے جس کے متعلق اللہ والے کہتے ہیں۔ ع

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

کہ بے علم خدا کی صفات کو نہیں پہچان سکتے، خدا کی ذات کو نہیں جان سکتے۔ اس کائنات کو نہیں پہچان سکتے، کس لئے اللہ نے آپ کو بھجوایا؟ اس دنیا سے آپ نے کیا توشہ آخرت لے جانا ہے؟ یہ سب پڑھنے سے آتا ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۚ

(س العلق آیت ۱ تا ۵)

نزول قرآن حکیم کی سب سے پہلی آیت ہی پڑھنے پڑھانے کے متعلق ہے۔ سو آدم کی فضیلت اللہ نے قرآن میں صاف فرمائی،

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ

(س البقرہ آیت ۳۱)

تبلیغی جماعت کی خدمات

صرف اتنی بات عرض کر رہا ہوں کہ اسلام کی جتنی تعلیمات تھیں وہ ہم نے نظر انداز کر دیں، ساری دنیا کو تبلیغ کی

ہم پر ذمہ داری تھی، خود نہ عمل کریں تو دوسروں کو کیسے راہ راست پر چلا سکتے ہیں ع

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

عیسائی مذہب محض اسرائیل قوم کو پیغمبر آخرالزمانؐ کے آنے تک ہدایت کا پیغام دینے کے لئے تھا، وہ ساری دنیا میں تبلیغ کرتے پھرتے ہیں، ہم اُلٹا ان کی تبلیغ سے متاثر ہو کر کے عیسائیت قبول کرتے پھرتے ہیں سارے ممالک میں اور اسلام کی تبلیغ کی ذمے داری ہم پر عائد ہوتی ہے اس کے لئے ہم نے کیا کیا؟ اسلامی ممالک کے اندر کتنے مشن ہیں۔ جو انہوں نے بھیجے ہیں باہر تبلیغ کے لئے یا اُن کے لئے دمڑی پائی پیسہ بھی آپ کے پورے بجٹ کے اندر کبھی رکھا گیا ہو تبلیغ کے لئے؟ بلکہ تبلیغ کے لئے جو باہر جماعتیں جاتی ہیں سوائے مرزائیوں کے کسی اور کو دی ہی نہیں جاتی۔ خدا بھلا کرے تبلیغی جماعت والوں کا، خدا معلوم کس طرح نکل کے جاتے ہیں اور تبلیغ کے لئے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن وہ بھی غیر سرکاری جماعت ہے اور وہ بھی انڈیا اُن کا مرکز ہے۔ اور اللہ کے اُن نیک بندوں نے جو اولیاء کرام تھے، اپنے زمانے کے مقبولین بارگاہِ الٰہی تھے، انہوں نے یہ قدم اٹھایا۔ اللہ تعالےٰ اُن کی قبروں کو نُور سے بھرے، اور واقعی اُنہوں نے بہت بڑا ہدایت کا سامان کیا لیکن اوّلاً یہ ذمّے داری تو تھی اسلامی حکومتوں کی۔ حکومتی پیمانے پر ذمے داری ہے۔ پھر ہر مسلمان کی، ہر گروہ کی ذمّے داری ہے اپنی جگہ پر لیکن ذمّے داری جن پر تھی اُنہوں نے کبھی پوچھا ہی نہیں اور ادھر جو ہو رہا ہے تبلیغ کس بات کی ہو رہی ہے؟ وہ میں نے ابھی عرض کیا ہے۔ کہ شیخ عبدالقادرؒ جیلانی کے معاملے میں گیارہویں پر اس قدر زور دیا جاتا ہے کہ گویا اس کے بغیر اسلام کا کوئی ستون منہدم ہو جائے گا، حالات واقعات جو اخبارات میں لکھے جاتے ہیں۔ اُن پر اگر انسان عمل کرے تو واقعی زندگی میں انقلاب بپا ہو سکتا ہے لیکن اخبار نویس لکھتے ہیں کہ اخبار بک جائے، پڑھنے والے اس لئے پڑھ لیتے ہیں کہ چلو آج خبریں نہ سہی شاہ عبدالقادرؒ کے حالات ہی پڑھ لئے جائیں۔ نہ عمل کے لئے وہ پڑھتے ہیں نہ کہ عمل کے لئے وہ لکھتے ہیں۔

خدام الدین کے ایک خادم کو حضرتؒ کی تنبیہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بات عرض کرتا ہوں۔ وہ بے نماز اور داڑھی منڈے کو دفتر کاتب یا محرر تک رکھنے کو کبھی برداشت نہ کرتے تھے۔ حد یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے ہمارے ملتان کے ایک بیگ صاحب تھے اُنہوں نے اپنی بیوی کو گھر جانے کی کافی عرصے تک اجازت نہ دی کہ اللہ اللہ کرنے کا جو سرور حاصل ہوا ہے میں تندوروں کی روٹی کھا کر اُس کو برباد نہیں کرنا چاہتا۔ میری والدہ مرحومہ سے اُس بچاری نے جا کر شکایت کی کہ یہ مجھے اپنے گھر ملتان جانے نہیں دیتا اور بہانے بناتا ہے۔ حضرتؒ کو جب اس کا پتہ چلا تو اُسے فوراً بلا کر کہا کہ تمہارے اوپر حق ہے بیوی کا اور بیوی پر حق ہے تمہارا تمہارے حقوق تو وہ ادا کرے، تم اُس کے حقوق ادا نہ کرو تو خدا کی لعنت اور پھٹکار جو تم پر پڑیگی تم خدام الدین کا کام کرتے ہو، خود نہ دین پر عمل کرو گے۔ تو پڑھنے والوں پر بھی اثر نہیں ہوگا نتیجہ یہ ہوگا اُن پر بھی خدا کی لعنت پڑے گی۔ اس لئے جاؤ ابھی جا کر چھوڑ آؤ۔

خدام الدین نے گمراہوں کو ہدایت نصیب کردی

لندن سے بعض احباب نے لکھا کہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم خدام الدین کا انگریزی ایڈیشن چھپوائیں۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ اگر بے دین داڑھی منڈے اور اسلام سے نفور اور اسلامی عقاید سے دُور ترجمہ کرنے والے پرچہ چھاپ بھی دیں تو پڑھنے والوں پر اچھے کوئی اثرات مرتب نہیں ہوں گے کیونکہ عامل کی اپنی عملی قوت کا اثر پڑتا ہے وہ خود بے عمل ہوں گے، بدعقیدہ ہوں گے، بے دین ہوں گے تو پڑھنے والے بھی چٹ پٹا مزے دار سمجھ کر پڑھ لیا کریں گے۔ لیکن عمل ندارد۔ اس لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ بے عمل ایک معمولی کلرک نہیں برداشت کر سکے نے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

نتیجہ یہ ہے کہ آپ دیکھ لیجئے اس خلوص اور برکت کا نتیجہ ہے کہ کہاں کہاں تک پڑھا جاتا ہے خدام الدین۔ جیل کے قاتلوں، زانیوں اور بڑے بڑے بدمعاشوں کے لئے خدام الدین ذریعہ ہدایت بن گیا۔ بوسٹل جیل لاہور کے ایک سپرنٹنڈنٹ جیل نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ ہم نے ہزار جتن کئے، بڑی بڑی سزائیں دیں۔ مشقتیں لیں۔ لیکن قیدیوں کو ہدایت نہ ہو سکی، خدام الدین بعض جرائم پیشہ قیدیوں اور پھانسی پر چڑھنے والوں نے پڑھا، رو رو کے، گڑ گڑا کر کے رات کو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے ہیں، تہجد تک پڑھنے کے پابند ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہم نے کبھی اُن کو نماز کے لئے نہیں کہا۔ اور اتنا اثر ہوا کہ پھر بوسٹل جیل کے ایک ایک وارڈ میں باقاعدہ جماعتیں اور رمضان کے زمانے میں باقاعدہ تراویح کے اندر قرآن مجید ختم ہوئے اتنا اثر الحمدللہ اللہ کے نام اور اللہ کے نبیؐ کے فرمان میں ہے اور اُس کو خلوصِ دل سے پیش کرنے والوں کی زبان میں ہے۔ اسی لئے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ او انگریز! تیری توپوں میں وہ طاقت نہیں ہے جو علماء کی زبان میں ہے، آؤ تجربہ کرنا چاہو تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ اب تاریخ گواہ ہے، تاریخ شاہد ہے۔ عمل کا اثر پڑتا ہے

فوت شدہ آباؤ اجداد ایصال ثواب کے زیادہ محتاج ہیں

یہ تفنّن کے لئے، روپے پیسے کے لئے یا یہ ہمارے ہاں جو دھوکہ فریب کے لئے یہ کرو وہ کرو، یہ گیارھویاں بارھویاں نجات نہیں دلائیں گی جب تک کہ ارکان اسلام پر عمل نہ ہو، نماز روزہ پر کاربند نہ ہو اور پھر حد یہ ہے کہ دوسروں سے کہیں زیادہ آپ خود محتاج ہیں، خیرات و صدقات کے لئے آپ کے آباؤ اجداد محتاج ہیں اور آپ پر ذمہ داری ہے کہ اگر فوت شدہ آباو اجداد میں سے کسی نے نمازیں نہیں پڑھیں، روزے نہیں رکھے تو اُن کا کفارہ ادا کرنا اُن کے مال میں سے یا اپنے مال میں سے یہ آپ کی ذمہ داری ہے، وہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

فلسفۂ تعلیم اور اسلام

رفعت احمد خانصاحب ایم اے - ایل، ٹی،

(قسط ۲)

معاشی علوم میں حدودِ اعتدال

ترقی کی حقیقت ترقی صحیح معنوں میں ترقی ہونا چاہئے، اگر کوئی مریض لذیذ غذائیں کھانے میں ترقی کرے لیکن صحت میں تنزل ہوتا جائے اور اعضاء پر ورم بڑھ جائے تو کیا یہ ترقی معکوس نہ ہوگی ؎

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

مقصود پر نظر اسی طرح جو غلط قسم کے علوم و فنون "خواہ لطیف ہوں یا کثیف" زندگی کے حقیقی مقاصد عالیہ میں مخل ہوں وہ دراصل موجب تنزل سمجھے جائیں گے۔ بہتر سے بہتر غذائیں بھی اگر حدِ اعتدال سے زیادہ بے اندازہ، بے محل کھائی جائیں تو جسمانی نظام کو برباد کر دیں گی — صحیح اور نافع علوم و فنون ہی کیا اعلیٰ سے اعلیٰ فضائل و محاسن روحانی کی ترقی کے بھی حدود ہیں، جس سے بڑھ کر منفعت کے بجائے مضرت کا پہلو پیدا ہو جاتا ہے — حتیٰ کہ خدائے تعالیٰ سے خوف و رجا جو عین مقصود اور جزو ایمان ہے، وہ بھی اگر حدود سے بڑھ جائیں تو مضر ہیں اور خود ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کے حد سے بڑھ جانے سے پناہ مانگی ہے، خوف و رجا میں زیادتی، یاس و حرماں، بے عملی اور تعطّل اعمال کا سبب بن جاتی ہے۔ غرض تمام وظائف حیات میں اور وسیلہ و غایت میں خلط ملط اور مقصودِ اصلی نظر سے اوجھل نہ ہونا چاہئے۔ بس۔ ع

آنکھ طائر کی نشیمن پر رہے پرواز میں

کیونکہ ؎

ولایت، پادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں فقط ایک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

اخلاص ع شیوۂ اخلاص را محکم بگیر (اقبال)

علوم معاد و معاش کی سعی و طلب ہی کیا زندگی کے تمام افعال کی، صحت و سقم، قبول و عدم قبول کا مدار ایمان و عقائد کے بعد قلبی نیّتوں (الاعمال بالنیات) اور درجاتِ اخلاص پر ہے۔ اخلاص نیت کا مدار نفس و قلب کی اصلاح پر ہے، حدیث شریف میں وارد ہے کہ "ہاں انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہوگا تو سارا بدن ٹھیک ہوگا۔ جب وہ بگڑے گا تو سارا بدن بگڑ جائے گا، ہاں وہ دل ہے" ؎

جس ساز کے نغموں سے حرارت تھی دلوں میں
محفل کا وہی ساز ہے بیگانۂ مضراب

مغرب کا احساس ریمونٹ RAYMONT نے اپنی کتاب اصول تعلیم میں تعلیم کا مقصدِ اعظم اخلاق ہی بتایا ہے (ETHICALAIMASSUPREME)۔ تعمیر کردار و سیرت کی صدا قدیم ایام سے ماہرین تعلیم لگاتے آئے ہیں۔ سقراط نے تو اسی بناء پر تعلیم اخلاق کا اصل الاصول یہی قرار دیا تھا کہ "علم نیکی ہے"۔ سسترو نے بھی ایک دفعہ خوب کہا کہ "جس نے ابدی حقیقت کو سمجھ لیا غم اس کے پاس بھی نہیں پھٹک سکتا — بکل نے اپنی کتاب 'تاریخ تمدن' میں ایسے شخص کو انسان کہنے میں بھی تامّل کیا جس کی روح مہذب اور آراستہ نہ ہو، پروفیسر ہاپکی کا ایک جملہ نہایت پُرمغز ہے۔ کہتا ہے کہ "ساری دنیا بھی مل جائے مگر اپنی روح گم ہو جائے تو کیا حاصل؟" پھر آگے اہلِ انگلستان کو متنبہ کرتا ہے کہ مشینیں اور کارخانوں کے بڑھانے سے کیا فائدہ، جب خیر و صلاح کے بجائے دولت یا پیچھی کی پرستش کی جائے" فرانک (۱۶۹۳-۱۷۲۷) تعلیمی حقائق پر بحث کرتے ہوئے کہتا ہے "ایک نیک انسان ہی جماعت کا صالح رکن بن سکتا ہے، ورنہ بغیر حقیقی نیکی کے تمام علم و دانش اور دنیا کی ساری تہذیب اور تمدن بجائے مفید ہونے کے زیادہ موجب ضرر ہوگی۔ اور ہم ان کے غلط استعمال سے کبھی بے خوف نہیں رہ سکتے"۔ کمینیس تک نے (DIDACTICA MAGNA) میں مقصدِ حیات و تعلیم پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "انسان کا مقصدِ اصلی حیات بعدالممات ہے، یہ زندگی اس حیات کا مقدمہ ہے تاکہ انسان اپنی حقیقت سے آگاہی اور خدا کی معرفت حاصل کرے"، اس تعلیم کا مقصد علم اخلاق اور نیکی ہے۔ جیسا کہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔ ع

علم کا مقصود ہے پاکیٔ علم و خرد

یہ تو اہل مغرب ہیں کہ مادیت سے ہٹ کر باطن کی طرف راغب ہوں گے تو ایسے کہ نظام عالم درہم برہم ہو جائے، لیکن اسلام کا اعتدال و توازن دیکھئے کہ مادی زندگی کو سراسر فراموش نہیں کیا بلکہ علم معاد کے ساتھ علم معاش کی ضرورت کو برقرار رکھا۔ البتہ اسے کعبۂ مقصود نہیں بنایا (پیٹ کا کام اس لئے ضروری ہے کہ قلب کو حیات مادی اور بقا حاصل ہو اور قلب کا کام یہ ہے کہ سارے نظامِ جسم کو صالح بنائے اور فساد سے بچائے) اسلام میں طلب رزق حلال واجب ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے اس کو ابتغاء فضل اللہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی رحمت کی تلاش۔ تاجر صادق کے بڑے مراتب ہیں، زراعت اور باغبانی بھی ایک نوع کی عبادت ہے۔ اسی طرح تمام اقتصادی، سیاسی معاملات، تجارت و حرفت، سلطنت و حکومت، تنظیم و نسق، عدل و انصاف، جہاد و غزا، فصل و قضا اور وہ تمام امور جو زندگی کے انفرادی یا اجتماعی مختلف شعبوں سے متعلق ہیں اگر احکامِ دین کے مطابق ہوں تو رضائے الٰہی کے موجب ہیں اور اگر نیت فاسد ہو تو دینی علوم کی تحصیل کیا خود عبادت و ریاضت، مکر و فریب اور دنیا مذموم ہوگی اور اچھی نیت سے دنیا بھی دین بن جائے گی۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

معاشرے کا ایک خطرناک رجحان

عیاشی

محمد مقبول عالم بی اے

عیاشی کا رجحان ملک کا سمجھ دار طبقہ پریشان ہے کہ ہمارے معاشرے میں عیاشی کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، اس کا ایک بڑا سبب تو یہ ہے کہ معاشرہ میں دولت کی تقسیم متوازن نہیں ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھوں میں دولت زیادہ آ گئی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ساری دولت ہمارے ہی لئے ہے اور ہمیں ہی اسے اپنے اوپر خرچ کرنا ہے اس میں دوسرے افراد کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ رجحان غیر صحت مندانہ ذہنیت کا مظہر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسراف و تبذیر میں مبتلا ہو کر عیاشی کے رجحان کو فروغ دے رہے ہیں۔ انہیں اپنی عیش پرستیوں کی خاطر دولت جمع کرنے کی فکر لاحق ہوتی ہے تو وہ لوٹ کھسوٹ پر اتر آتے ہیں، جس کے لئے وہ ناجائز ذرائع استعمال کرتے ہیں، ان کی عیش پرستی کا اثر متوسط طبقے پر بھی پڑ رہا ہے۔ اس طبقے کے افراد بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اگر وہ ظاہری طور پر اوپر والے طبقے کے طور طریقے اختیار نہ کریں تو اس طبقے میں ان کی عزت نہیں ہوتی۔ اس کا معاشرے کے عام اخلاق پر برا اثر پڑ رہا ہے اور یہ رجحان انسانیت کے لئے نہایت خطرناک ہے۔

اسراف و تبذیر اس سلسلے میں اسلام کی تعلیمات بڑی واضح ہیں۔ قرآن حکیم نے اسراف و تبذیر سے بڑی سختی سے منع کیا ہے۔

اسراف کے معنی ہیں حد سے زیادہ خرچ کرنا۔ ہر شخص کی ایک حد ہوتی ہے اس حد کے اندر رہ کر ہی اسے خرچ کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ مالی تنگی کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر وہ ناجائز ذرائع سے دولت سمیٹنے کی فکر کرتا ہے۔ چنانچہ اسراف کے متعلق اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے:۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ (۷: ۳۱)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو۔ بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ایسے ہی اللہ تعالٰے نے تبذیر سے بھی روکا ہے۔ تبذیر کے معنی ہیں فضول خرچی کرنا، ایسی جگہوں پر خرچ کرنا جو ناجائز ہیں۔ اس لئے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کے بھائی قرار دیا ہے کیونکہ وہ برے کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم فرماتا ہے:۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ (۱۷: ۲۶)

ترجمہ: اور فضول خرچ نہ کرو، بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

اگر معاشرے کے آسودہ حال لوگ اپنی دولت اسراف اور تبذیر کی نذر کر دیں تو معاشرے کے حاجت مند مسکین افراد کی خبرگیری کا انتظام کیسے کیا جا سکے گا؟

آسودہ حال لوگوں کا یہ خیال کہ یہ دولت ہم نے اپنی قابلیت سے کمائی ہے اور یہ ساری ہمارے ہی لئے ہے، اس میں دوسروں کا کوئی حق نہیں، قرآن حکیم کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ قارون کے قصے میں بھی یہی بات واضح کی گئی ہے جب اسے کہا گیا کہ جو دولت اللہ نے تجھے دی ہے، اس سے آخرت کا گھر بنا لے، بے شک تو اس میں سے اپنا حصہ لے لے، اور دوسروں کے ساتھ بھلائی کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ "مجھے یہ دولت تو میرے علم اور قابلیت کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے"۔ (۲۸: ۷۷-۷۸) سرمایہ پرست کی یہی ذہنیت ہوتی ہے کہ وہ دولت کو اپنی "قابلیت" کا نتیجہ سمجھتا ہے اور اسے اپنے ہی اوپر خرچ کرنا چاہتا ہے۔ اس طرز فکر سے اسراف و تبذیر اور عیاشی کو فروغ مل رہا ہے حالانکہ قرآن حکیم نے یہ بات بالکل واضح کر دی ہے۔ کہ مالداروں کے مال میں سوالیوں اور محروموں کا بھی "حق" ہے،

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (۵۱: ۱۹)

ترجمہ: اور ان کے مالوں میں سوالیوں اور محروموں کا بھی "حق" ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۝ (۳۰: ۳۸)

ترجمہ: رشتہ داروں، مسکینوں اور اور مسافروں کو ان کا "حق" دے دو۔ یہ حق خوشدلی سے انہیں لوٹا دینا چاہئے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، کسی پر احسان نہیں کرنا چاہئے اور نہ ان سے شکریے کی توقع رکھنی چاہئے۔ اللہ کے نیک بندے جب کسی کو دیتے ہیں تو یہی کہتے ہیں:۔

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ (۷۶: ۹)

ترجمہ: ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے کھانا کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

اسراف و تبذیر کے نتائج اور نقصانات

معاشرے میں اسراف و تبذیر اور عیاشی کے رجحان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری معیشت تنگ ہوتی جا رہی ہے اور دنیوی سامانوں کی محبت بڑھ رہی ہے۔ مکانوں اور کوٹھیوں کی تعمیر پر اندھا دھند روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے، عالی شان محلات بنائے جا رہے ہیں۔ مکان کی آراستگی اور زیبائش پر بے دریغ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے

بھی حال لباس کا ہے۔ عیاشی کے اس رجحان کی وجہ سے ہمارا عقلمند ایجاد کرنے والا طبقہ کپڑوں کی ایسی اقسام اور لباس کے ایسے ڈیزائن تیار کرنے میں مصروف ہے جو زیادہ سے زیادہ جاذبِ نظر اور پُرکشش ہوں چنانچہ ان کی ساری عقل اور ذہانت اسی بات پر خرچ ہو رہی ہے۔ کارخانے بھی عیاشی کا زیادہ سامان تیار کرتے ہیں اور معاشرے کی عام ضرورت کی اشیاء کم بناتے ہیں۔ زیورات اور دوسرے سامانِ آرائش و زیبائش کا بھی یہی حال ہے۔ عورتوں میں یہ رجحان بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس کے اثراتِ بد صرف ہماری شہری زندگی ہی میں نہیں پائے جاتے بلکہ دیہاتی زندگی میں بھی پہنچ چکے ہیں۔ دیہات کا قدرتی سادہ حسن بھی اب سرخی و غازہ کا مرہونِ منت بن رہا ہے۔

جن امیر لوگوں کے پاس دولت زیادہ آگئی ہے وہ لمبی لمبی موٹریں خریدنا باعثِ فخر و مباہات سمجھتے ہیں۔ اس طرح ملک کی وہ دولت جو اصل میں سارے معاشرے کے لئے ہے صرف آسودہ حال لوگوں کے ذریعے سے ملک سے باہر جا رہی ہے اور ضائع ہو رہی ہے۔

اس اسراف و تبذیر کی وجہ سے مزید یہ نقصان ہو رہا ہے کہ لوگ اپنے اخلاق اور اپنی روحانیت کو بھی تباہ کر رہے ہیں۔ اُن کے لئے ضابطۂ اخلاق کوئی چیز نہیں اور نہ انہیں حلال و حرام کی کوئی تمیز ہی رہی ہے۔ ان کے عیاشی کے رجحانات کی تسکین کی شراب نوشی، عصمت فروشی، قمار بازی وغیرہ فاحشات پھیل رہے ہیں۔ رقص و سرود کو پسند کیا جا رہا ہے۔ پھر ایسی فلمیں تیار کی جا رہی ہیں جو ذوقِ سلیم کے سراسر خلاف ہیں۔ بدقسمتی سے لوگوں کی تفریح اور تسکین اسی قسم کی گھٹیا فلموں ہی سے ہوتی ہے، اس لئے اُن کے لئے ایسی ہی فلمیں تیار کی جا رہی ہیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا حال بھی اچھا نہیں ہے۔ عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ لوگ ایسے گانوں کو پسند کرتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اگر لوگ گندگی کو پسند کرنے لگیں تو کیا ان کے لیے گندگی فراہم کرنے کا بندوبست کیا جائے گا؟ کیونکہ ان کے بگڑے ہوئے مزاج کو درست نہیں کیا جاتا، تاکہ وہ اچھی چیزیں پسند کریں اور بُری چیزوں سے نفرت کریں۔

شادی بیاہ کے موقع پر بے حد فضول خرچی کی جا رہی ہے۔ بڑی بڑی دعوتیں کی جاتی ہیں، مکانوں کو بجلی کے قمقموں سے سجایا جاتا ہے، فلمی گانوں کے ریکارڈ بجا کے محلے کا امن و سکون برباد کیا جاتا ہے، باجے بجائے جاتے ہیں، آتشبازی کے گولے چھوڑے جاتے ہیں، جہیز پر ہزاروں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور غیر اسلامی متوہمانہ رسم و رواج کا تو بیان ہی کیا ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اہل فکر کو حیرت ہوتی ہے اور وہ سوچنے لگتے ہیں کہ کیا یہ اسلامی معاشرہ ہے؟ مسلمانوں کی تقریبات ایسی ہوتی ہیں؟ ۔ ع

دل ہمہ داغدار شد پنبہ کجا کجا نہم

پھر افسوس یہ ہے کہ ”احساسِ زیاں“ بھی ختم ہو گیا ہے اور قومی مزاج اتنا بگڑ گیا ہے کہ ان لغو اور فضول باتوں کو فضول بھی نہیں سمجھا جاتا۔

کئی ایسی قومیں تھیں جو عیاشی میں مبتلا ہو کر تباہ ہو گئیں۔ تاریخ کے اوراق ان کی عبرتناک داستانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ قرآن حکیم نے بھی ایسی کئی قوموں کے تذکرے پیش کئے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا خصوصیت سے ذکر آتا ہے۔ وہ شعیب علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ ہم جو دولت کماتے ہیں، اُسے جیسے چاہیں خرچ کریں گے کیا اس میں بھی ہمیں اختیار نہیں ہے؟ کیا آپ کی ”نمازیں“ یہی حکم دیتی ہیں، کہ ہم اپنے مالوں میں اپنا اختیار بھی چھوڑ دیں؟ (۱۱ : ۸۷) آخر زلزلے سے ہلاک کئے گئے۔ جیسے امام ولی اللہ دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں کھول کھول کر بیان کیا ہے، رومی اور ایرانی سلطنتوں کی تباہی کا باعث بھی یہی عیاشی کا رجحان تھا۔ عربوں کی سادہ انقلابی جماعت نے روم اور ایران کی صدیوں پرانی حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا۔ قومیں جب بامِ عروج پر چڑھتی ہیں۔ تو وہ بقولِ علامہ اقبال شمشیر و سناں کے جوہر دکھاتی ہیں اور جب گرتی ہیں تو طاؤس و رباب لے بیٹھتی ہیں ؎

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

امام ولی اللہ دہلویؒ کا تجزیہ

مفکرِ اعظم، حکیم الامت، امام ولی اللہ دہلویؒ (۱۷۰۳-۱۷۶۲) جو زمانہ حاضر کے ابتدا میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے مغلیہ حکومت کے زوال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور امراء کی عیاشیوں اور عیش پرستیوں کا بچشم خود ملاحظہ کیا، بڑے دردناک الفاظ میں عیاشی کے خطرناک رجحان کا نقشہ کھینچتے ہیں — آپ فرماتے ہیں :-

”واضح رہے کہ جب ایرانیوں اور رومیوں کو اپنی بین الاقوامی حکومت چلاتے صدیاں گذر گئیں اور دنیوی تعیش کو انہوں نے زندگی کا اصول بنا لیا اور یہ بھلا بیٹھے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر کسی اعلیٰ طاقت کے آگے اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے اور ان پر ان کے شیطانی نفس غالب آگئے، تو انہوں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ عیش پرستی میں گہری سے گہری باتیں سوچیں اور پھر عیاشی کی زندگی پر اتر آئیں۔ چنانچہ دنیا بھر کے عقلمند حکماء ان کے درباروں میں آنے جانے لگے جو ان کے لئے عیاشی کی زندگی بسر کرنے کے نہایت پُرتکلف طریقے ایجاد کرتے تھے وہ ایسا ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان امراء اور سرمایہ داروں کا یہ حال ہو گیا کہ جس کسی کے پاس ایک لاکھ درہم سے کم مالیت کا پٹکا یا ٹوپی ہوتی تھی، اُسے بخیل کا عار دلایا جاتا تھا۔ ایسے ہی انہوں نے سربفلک محل، آبزن اور حمام، بے نظیر پائیں باغ، سواری کے نمائشی جانور، خوبصورت غلام اور حسین باندیاں اپنی زندگی کے لئے

لازم قرار دے لیں اور زندگی کی ضرورتِ اصلی اسے ہی سمجھ لیا کہ صبح و شام عیش و نشاط کی محفلیں ہوں جن میں طرح طرح کے کھانے وسیع دستر خوانوں پہ چُنے ہوں اور خود لباس فاخرہ پہنے بیٹھے ہوں۔ غرض ان ملوکِ ایران و روم کی داستان پاستان کہاں تک بیان کی جائے تم اپنے زمانے کے پادشاہانِ دہلی کی جو حالت دیکھتے ہو، وہی ان ملوک ایران و روم کی حالت کے قیاس کرنے کے لیے کافی ہے۔ ان ملوک و امراء کی زندگی کے یہ طور طریقے رفتہ رفتہ عوام کے نظامِ معاشی کے اصل اصول بن گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ سوسائٹی میں سے ان خرابیوں کا استیصال ناممکن ہو گیا۔ اور اس کی یہی ایک صورت باقی رہ گئی کہ ممکن ہو تو یہ چیزیں لوگوں کے دلوں میں سے کھرچ کھرچ کر نکال ڈالی جائیں۔

بادشاہوں اور امیروں کی اس عیاشانہ زندگی کے سب سے خطرناک امراض پیدا ہو گئے جو حیاتِ معاشری کے ہر شعبے میں داخل ہو گئے اور یہ حالت اس ہمہ گیر وبا کی طرح ساری مملکت میں سرایت کر گئی کہ اس سے نہ شہری بچا نہ دیہاتی، نہ امیر محفوظ رہا نہ غریب، یہاں تک کہ ہر شخص اس کی خرابیاں دیکھ کر کوئی علاج نہ پا کر عاجز آ گیا اور بے حد و نہایت مالی مشکلات میں مبتلا ہو گیا۔“

آخر میں امام صاحب فرماتے ہیں:۔

”حکمتِ الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اس نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے ذریعے سے ان کے نظام کا خاتمہ کر دیا جائے اور ان اقوام کی لیڈر شپ کے ذریعے سے ان کے بین الاقوامی لیڈر شپ مٹا دی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نہ کسریٰ رہا نہ قیصر اور ان کے ساتھ کسرویت اور قیصریت کا خاتمہ ہو گیا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ا صفحہ ۱۰۵-۱۰۶)

عیاشی کے رجحان کا علاج

عیاشی کے اس خطرناک رجحان کا علاج یہ ہے کہ ملک کا سمجھ دار طبقہ اس کا احساس کرے اور اسے ختم کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اس کے لئے ہر سطح پر کوشش ہونی چاہیئے۔ حکومت کو بھی چاہیئے کہ اس خطرناک رجحان کو روکنے کی کوشش کرے۔ اوّل تو ملک کی معاشی پالیسی عادلانہ ہونی چاہیئے تاکہ دولت کی تقسیم متوازن ہو — دوسرے عیاشی کے سامانوں کے بنانے، درآمد کرنے اور فروخت کرنے پر پابندی لگانی چاہیئے اور فواحشات کو بھی روکنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ لوگوں کو قرآن حکیم کی تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے ایسے تعلیمی و تربیتی مراکز قائم کرنے چاہئیں جن میں ہر ایک مسلمان کے لئے داخل ہونا لازم قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ نماز لازم کی جائے۔ تاکہ مسلمان اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنا تعلق قائم کریں اور فواحشات و منکرات سے بچیں۔ بچوں کے لئے نصاب تعلیم میں مناسب تبدیلی کر کے قرآنی تعلیمات کا انتظام کرنا چاہیئے۔ تمام اہل حلّ و عقد کا فرض ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات کے مطابق پاکستانی معاشرہ از سرِ نو تعمیر کرنے کے لئے جد و جہد شروع کریں۔ اسلامی معاشرے کا نمونہ دکھائیں اور پاکستان قائم کرنے کی اصل غرض و غایت پوری کریں۔ اس کے لئے جس قسم کے قواعد اور ضمنی قواعد بنانے کی ضرورت ہو، ماہرین کے مشورے سے بنائے جا سکتے ہیں۔ ولی اللہ سوسائٹی پاکستان ۲۲۳۔ این شاہ ولی اللہ روڈ سمن آباد لاہور بھی اس سلسلے میں مناسب مشورے دینے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ واللہ المستعان۔

بقیہ: فلسفہ تعلیم اور اسلام

مقصودِ اصلی ”علم“ یا ”عمل“

رضائے الٰہی کے لئے سعی و عمل مقصودِ اصلی ہے، علم کا درجہ بھی وسیلہ کا ہے۔ خود علمِ دین یا علمِ معاد بھی عمل ہی کے لئے مطلوب ہے۔ محض دینی معلومات کا جان لینا مقصود بالذات نہیں ہے — حتیٰ کہ ایمانیات و اعتقادیات تک کا صرف جان لینا کافی نہیں ہے بلکہ اصل مطلوب ماننا یا یقین کرنا جو قلب کا عمل ہے۔ جدید نفسیات میں بھی یہ حقیقت برا انگندہ حجاب ہو گئی ہے۔ ولیم جیمس کہتا ہے کہ ”احساس و ادراک پر ارادہ چھایا رہتا ہے علم، عمل کی دایہ ہے۔ علامہ اقبال مرحوم کی تمام و کمال شاعری عمل کی مقصودیت کی ترجمان ہے۔ عمل ہی سے جنّت اور دوزخ بنتی ہے۔ حتیٰ کہ اس نے صاف صاف کہہ دیا ہے۔ ؏

ہستم اگر می روم گر نہ روم نیستم

گویا زندگی و عمل ایک ہی چیز ہے۔

نظریاتِ تعیّش ”علم برائے علم، فن برائے فن“ اور بعض فنونِ لطیفہ

علم بغیر عمل یا علم غیر نافع سے تو صراحتہً پناہ مانگی گئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے ”علم نافع“ کی دعا مانگی۔ اسئلک علمًا نافعًا (کنز العمال عن جابرؓ و عائشہؓ جلد اول ص[illegible])

مولانا عبدالماجد دریا آبادی اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں ”اس حدیث نے تو جڑ ہی کاٹ دی، مطلق علم کی مطلوبیت کی۔ نافعیت کی قید نے ان تمام ”علوم و فنون“ کو دائرۂ مطلوبیت سے خارج کر دیا جو معرفتِ الٰہی اور نجات اخروی میں معین و معاون نہیں ہیں اور دنیوی حیثیت سے بھی ان علوم و فنون میں اکثر کی مضرتیں ان کے نفع پر غالب ہی ہیں۔ ظلم و جہل کی کوئی انتہا ہے کہ فضیلتِ علم کی آیتیں اور حدیثیں پیش کر کے حمایت ان علوم و فنون کی اور نظامِ تعلیم کی کی جاتی ہے جن کا حاصل تمامتر خدا فراموشی اور آخرت سے غفلت ہے۔ ایسی جامع اور حکیمانہ دعائیں وہی تعلیم دے سکتا تھا جو دنیا کا بہترین معلّم ہُوا ہے۔

ضروری ”علوم معاش و ترقی“ کے علاوہ جو علوم و فنون ہمیں ہمارے اصلی مقصدِ حیات سے دُور کریں وہ خود دُور رہنے کے قابل ہیں، یہ کام تو ان اقوام کا ہے جو زندگی کا کوئی مقصد حیات یا عملی فلسفہ نہ رکھتی ہوں یا جن کی نظر مادی سرحد سے آگے نہ جا سکتی ہو — سیّد محمد سلیمان ندوی مدظلہ نے خوب فرمایا تھا کہ (علم معاش کے علاوہ) بقیہ فنونِ تفریح و آرائش میں جن کا آرٹ نام رکھا گیا ہے وہ بھرے پیٹ کی ڈکار اور آسودہ حالوں کا دل بہلاوا ہے۔

(باقی آئندہ)

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

منعقدہ ۲۵ فروری ۱۹۶۸ء

درس قرآن

(۴)

تو فرمایا۔ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ ـ اور جب آپؐ کہہ دیں گے ان سے کہ اے انسانو! تم موت کے بعد اٹھائے جاؤگے ـ تو کیا ہوگا؟ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ـ یہ کافر فوراً کہہ دیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے ـ کیا مطلب؟ کہ یا تو آپؐ کی بات ایسی ہے کہ مسلمانوں پر اثر کرتی ہے، جادو ہے، اور یا پھر یہ ہے کہ یہ تو جادوگری ہی ہے کہ مردہ جسے ہم اپنے ہاتھوں سے دفن کرتے ہیں، ہمارے سامنے پرزے پرزے ہو جاتا ہے، راکھ ہو جاتا ہے، مٹی کا ڈھیر بن جاتا ہے، ہڈیاں ہو جاتا ہے، وہ پھر زندہ ہوگا؟ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ یہ تو پھر بڑی جادوگری کی بات ہے؟ (نعوذ باللہ)

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جب یہودیوں کو معجزات دکھائے جن میں مُردوں کا زندہ کرنا بھی تھا ـ تو انہوں نے بھی یہی کہا تھا ـ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ یہ عیسٰی (علیہ السلام) جو باتیں پیش کر رہا ہے یہ تو کھلا ہوا جادو ہے ـ

تو فرمایا کہ موت کے بعد حیات ہے ـ موت کے بعد حیات پر میرے بھائی اگر یقین ہو جائے (اللہ مجھے آپ کو یقین نصیب فرمائے) تو پھر ہماری ساری گتھیاں سُلجھ سکتی ہیں عرب کے کافر امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو اور اعتراضات کرتے تھے اُن میں ایک بات یہ بھی تھی ـ وہ کہتے تھے کہ اگر آپؐ واقعی خدا کے سچے رسول ہیں تو خدا سے کہہ دیں ہم پر عذاب نازل کرے ـ جب انسان نڈر ہو جاتا ہے، جب انسان باغی اور سرکش ہو جاتا ہے تو وہ نعوذ باللہ خداوند تعالےٰ کے دامن میں بھی ہاتھ ڈالنا شروع کر دیتا ہے ـ مکّے کے کافروں میں گستاخی اور بے ادبی تو حد سے زیادہ تھی ـ اس کا قرآن نے جواب دیا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ جلدی نہ کرو ـ میرا عذاب آئے گا ـ اس عذاب کا ایک وقت ہوتا ہے، جب وہ آتا ہے تو کسی کے ٹالنے سے ٹلتا نہیں ـ

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ ـــ وَلَئِنْ ـ اور اگر ـ اَخَّرْنَا ـــ پیچھے کر دیں ہم ـ عَنْهُمْ ـ ان لوگوں سے ـ اَلْعَذَابَ ـ وہ عذاب جو یہ مانگتے ہیں ـ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ ـــ ایک مقررہ وقت تک کے لئے ـ لفظ اُمَّةٍ قرآن میں بہت سے معانی کے لئے آتا ہے ـ لفظ اُمَّةٍ کا معنیٰ امّت بھی ہے ـ امّت سے مراد دو قسم کی اُمّتیں لی جاتی ہیں ـ ایک امتِ اجابت ہے، ایک امّتِ دعوت ہے ـ

جس کو نبی دعوت دے، وہ ہوتی ہے امّتِ دعوت اور جو نبی کو قبول کرے وہ ہوتی ہے امّتِ اجابت ـ ساری کائنات محمّد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امّتِ دعوت ہے ـ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سب انسانوں کو فرمایا ـ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ط سارے انسان حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امّتِ دعوت ہیں، لیکن جن لوگوں نے پڑھا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وہ ہیں امّتِ اجابت ـ

تو لفظ اُمَّةٍ آتا ہے ایک تو امّت کے معنوں میں، نبی کے پیروکاروں کو امّت کہا جاتا ہے ـ اور لفظ اُمَّةٍ کا معنیٰ میرے بزرگو! قائد اور امام بھی ہے ـ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً (نحل ۱۲۰) ابراہیم علیہ السلام امّت تھے ـ یعنی ابراہیم علیہ السلام امام تھے، رہنما تھے، قائد تھے، اور لفظِ اُمَّةٍ کا معنیٰ آتا ہے مدّت بھی ـ وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ (یوسف ۴۵) قرآن سمجھنے کے طریقے ہیں (اللہ مجھے آپ کو اُن طریقوں سے شناسا فرمائے) یہ نہیں ہے کہ میٹرک فیل ہوا اور قرآن کی "تفسیر" لکھ دی ـ نا معلوم ہم یہ کیوں ایسی حرکتیں کرتے ہیں ـ (اللہ ہمارے حالوں پر رحم و کرم فرمائے)

میرے بزرگو! گھڑی سازی کے لئے گھڑی سازی کا فن سیکھنا ضروری ہے، درزی بننے کے لئے درزیوں کا فن سیکھنا ضروری ہے، موچی بننے کے لئے موچیوں کا فن سیکھنا ضروری ہے ـ تو بھائی قرآن کی تفسیر کے لئے قاعدے کی ضرورت نہیں ہے؟ یہ ویسے ہی شروع کر دیا جائے گا؟ صحابہؓ کے حالات پڑھیں، رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے آٹھ آٹھ سال گذارے ہیں صرف سورۃ بقرہ کے سمجھنے میں، چودہ چودہ سال گذارے ہیں ایک آیت کی تشریح طلب کرنے میں ـ اور قرآن مجید واقعی اس قابل کتاب ہے کہ اس میں ساری زندگی بھی اگر صرف کر دی جائے تو وہ تھوڑی ہے ـ

تو اُمَّةٍ کا معنیٰ میرے بزرگو! ایک آتا ہے "وقت" بھی ـــ جیسا قرآن شریف میں آتا ہے سورتِ یوسفؑ میں کہ وہ جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ شریک تھے قیدی، جس نے نجات پائی اور آپؑ نے فرمایا تھا کبھی میری ضرورت پڑے تو میرا نام لے لینا ـ جب عزیزِ مصر نے خواب دیکھا تو اس "قیدی" نے خیال کیا تھا، سورتِ یوسف میں آتا ہے ـ وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝ (یوسف ۴۵) وَقَالَ الَّذِىْ نَجَا مِنْهُمَا، اور وہ جو قید خانے میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو قیدی تھے، اُن میں سے ایک تو پھانسی لگ گیا، ایک بچ گیا، جب عزیزِ مصر نے اپنے مہیب خواب کا ذکر کیا اپنے وزراء کے سامنے،

اپنے ممبروں کے سامنے تو اس کو وہ بات یاد آئی۔ وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ ، کافی زمانہ گذرنے کے بعد خیال آیا کہ اُف! یوسف علیہ السلام نے تو مجھے فرمایا تھا کہ اگر کبھی تعبیرِ خواب کی ضرورت پڑے تو میں حاضر ہوں۔ تو اس نے پھر کہہ دیا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ خواب کی تعبیر کیا ہے ، مجھے تم یوسف کے پاس بھیجو (علیہ السلام) تو وہاں بھی لفظِ اُمَّةٍ کا معنیٰ کیا ہے؟ — مدت۔ یہاں بھی لفظ اُمَّةٍ کا معنیٰ کیا ہے؟ مدت۔

فرمایا اگر میں کسی مجرم سے ، کسی خطاکار سے اپنے عذاب کو پیچھے کر دوں تو وہ خوشی نہ منائے۔ (اللہ مجھے آپ کو اپنے عذابوں سے بچائے) بھائی! جب ہم گناہ کرتے ہیں ، خدا کی نافرمانی کرتے ہیں ، تو اس کے پھر عذاب کی دو صورتیں ہوتی ہیں میرے بزرگو! کبھی تو فوراً اللہ کی طرف سے تنبیہہ کر دی جاتی ہے —— اور میں تو عرض کرتا ہوں وہ خوش نصیب ہے جس نے جونہی گناہ کیا فوراً تنبیہہ ہو گئی ، تاکہ آئندہ گناہ سے بچ جائے ، اور جس کو لمبی مہلت دی گئی۔ وَاُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِیْ مَتِيْنٌ ۝ (اعراف ۱۸۳) میں لمبی مہلت دے دیتا ہوں ، اِنَّ كَيْدِیْ مَتِيْنٌ ۔ میری تدبیر بڑی سخت ہے۔ تو جس مجرم کو ، جس خطاکار کو ، جس گنہگار کو توبہ کرنے کی بھی توفیق نہ ہو اور خدا کی طرف سے کوئی عذاب بھی نہ آئے تو وہ سمجھ لے کہ میرا خدا مجھ سے راضی ہے۔ اللہ نے مجھے تنبیہہ کر دی تاکہ میں آئندہ گناہ سے بچ جاؤں ——

تو اس لئے فرمایا میں جب کسی امت سے ، کسی قوم سے ، کسی فرد سے عذاب کو پیچھے کر دیتا ہوں تو اس میں دو صورتیں ہوتی ہیں ، ایک تو یہ وجہ ہوتی ہے کہ میں مہلت دیتا ہوں کہ یہ توبہ کر لے۔ چنانچہ موت تک میرے بھائی! توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے ، لیکن موت کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ وہ مشہور حدیث بھی ہے (مجھے اب پتہ نہیں کہ حدیث ہے یا نہیں ممکن ہے حدیث نہ ہو قول ہو)

عَجِّلُوْا بِالتَّوْبَةِ قَبْلَ الْمَوْتِ
وَعَجِّلُوْا بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْفَوْتِ

اگر حدیث ہے تو ٹھیک ہے مگر میں فی الحال اس کو حدیث نہیں کہتا۔ ممکن ہے حدیث نہ ہو اور میں کہہ دوں حدیث ہے تو یہ بہت بڑا جرم ہے۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ جو آدمی میرے متعلق وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی تو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو جہنم کے لئے تیار رکھے —— بہرحال مشہور یہ ہے کہ عَجِّلُوْا بِالتَّوْبَةِ قَبْلَ الْمَوْتِ وَعَجِّلُوْا بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْفَوْتِ ۔ کہ نماز کے قضا ہونے سے پہلے نماز پڑھ لو ، یعنی جلدی پڑھ لو۔ اور موت کے آنے سے پہلے توبہ کر لو۔ اس بات کے انتظار میں نہ رہو کہ جب موت آئے گی تو پھر میں توبہ کر لوں گا۔ کیا پتہ جب تیری موت آئے تو کس حال میں ہو (اللہ سب بیماروں کو شفا بخشے) آج تو آپ دیکھتے ہیں ، کتنے کتنے دن تک زبانیں بند ہو جاتی ہیں ، کتنے کتنے دنوں تک بدن معطّل پڑا رہتا ہے ، حرکت نہیں ہوتی۔ تین تین ، چار چار سال تک زمین پر ، چارپائی پر لاش پڑی رہتی ہے ، مکھیاں نہیں مار سکتا ، حرکت نہیں کر سکتا ، زبان نہیں ہلا سکتا —— وہ زبان جو چالیس سال ، پچاس سال تک لغویات کہتی رہی اور اس زبان نے کلمہ نہ پڑھا ، محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہ پڑھا ، وہ پھر پڑھنا چاہتی ہے ، خدا پھر نہیں پڑھنے دیتے (اللہ میری اور آپ کی زبانوں کو قیامت تک متحرک رکھے) یعنی قبر میں بھی آدمی ذکر کرتا ہے —— میں نے ویسے ہی قیامت کا لفظ کہہ دیا۔ جن کا جو شغل دنیا میں ہوتا ہے وہ پھر قبر میں بھی رہتا ہے وہ شغل پھر قیامت تک رہتا ہے۔

حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں۔ كَمَا تَمُوْتُوْنَ تُحْشَرُوْنَ ط جس حال میں تم مروگے اسی حال میں تم اٹھائے جاؤگے ، کتنا پیارا ارشاد ہے۔ اگر تم مر گئے خدا کی یاد میں ، خدا کے ذکر میں ، تمہاری موت کے وقت لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ تمہاری زبان پر جاری رہا تو یاد رکھو جب تم قبروں سے اٹھوگے اس وقت بھی تم کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھوگے اور ویسے بیماری کی حالت میں انسان معذور ہوتا ہے۔ اگر زندگی میں عادت ہو میرے بھائی! تو بیماری کی وجہ سے اس عبادت میں قصور نہیں ہوتا۔ اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جس انسان کو کسی نیکی کی عادت ہو صحت میں اور پھر بیماری کی وجہ سے وہ نیکی کی وہ عادت پوری نہ کر سکے تو بیماری میں بھی اس کو وہی اجر ملتا رہتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کی عادت ہے کہ وہ نماز باجماعت پڑھتا ہے ، ایک بچی یا ہماری بہن کی عادت ہے کہ وہ روزانہ صبح کے وقت قرآن کی تلاوت کرتی ہے ، اگر وہ بیمار ہو جائے ، قرآن کی تلاوت نہ کر سکے۔ یا وہ بیمار ہو جائے نماز باجماعت نہ پڑھ سکے تو اس کو اپنی چارپائی پر بھی نماز باجماعت کا ثواب ملے گا۔ تو اس طرح ایک آدمی نے اگر ہمیشہ ذکر کیا ، اللہ کا ذکر کیا ، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھا ، قرآن کی تلاوت کی ، لیکن بیماری کی وجہ سے موت سے پہلے زبان بند ہو گئی ، دماغ پر فالج پڑ گیا (اللہ بیماروں کو شفا بخشے) تو وہ یقین رکھے کہ اس کی موت ذاکر کی حیثیت سے لکھی جائے گی اور قیامت کے دن بھی وہ ذاکر کی حیثیت سے اللہ کے حضور پہنچے گا۔

باقی آئندہ

قرآن مجید کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے

مؤرخہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۶۸ء واہ کینٹ میں درس قرآن و حدیث کی چوتھی سالانہ تقریب منعقد ہوئی۔ مہمانانِ خصوصی میں جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کے علاوہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ شیخ الحدیث و بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامع طریقت و شریعت حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ "الحق" کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اس اجتماع میں جو تقریر ارشاد فرمائی اس کا قلمی عکس پیشِ خدمت ہے۔ (محمد عثمان غنی بی اے)

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

(پ ۱۴ س الحجر ع ۱۔ آیت ۹)

ترجمہ: ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

تمہیدی جملے

محترم بزرگو! اللہ تبارک و تعالیٰ کا از حد احسان ہے مجھ ناچیز پر کہ ایسے مبارک درس میں شمولیت کا موقع اللہ جل مجدہٗ نے عطا فرمایا۔ مجھ سے پہلے درسِ قرآن اور درسِ حدیث آپ سن چکے ہیں — وقت بھی کافی بحمداللہ گذر چکا ہے اور اس کے بعد ہم سب کے مخدوم، جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم تشریف لائیں گے اور دعا فرمائیں گے۔

تمام نعمتیں اللہ کی عطا کردہ ہیں

بزرگو! بھائیو! آپ حضرات کے سامنے دونوں نعمتیں پیش ہوئیں۔ ایک قرآن مجید کا درس اور دوسرے احادیث کا درس۔ خداوند کریم کی نعمتیں ظاہر بات ہے کہ جو کچھ بھی ہم دیکھ رہے ہیں یہ سب اللہ جلّ مجدہٗ کی جانب سے ہے۔ وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ (س النحل آیت ۵۳) اللہ جلّ مجدہٗ فرماتے ہیں تم پر جتنی نعمتیں ہیں، اپنا وجود آپ لے لیں، وہ قویٰ جو اللہ جلّ مجدہٗ نے ہمیں دئے ہیں، وہ شکل و صورت جو ہمیں اللہ نے عطا فرمائی، وہ جو بیرونی نعمتیں ہیں، یہ چاند، یہ سورج، یہ ہوا، یہ قسم قسم کی غذائیں جو ہمیں مل رہی ہیں، یہ سب کی سب اللہ کی جانب سے ہیں۔ کفار بھی یہی کہتے رہے وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ط (س لقمٰن آیت ۲۵) اور آج بھی چیلنج ہے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ آسمان یا یہ زمین یا یہ دریا کسی اور کی مخلوق ہیں۔

سب سے بڑی نعمت

محترم بزرگو! انسان کے اوپر جو نعمتیں ہیں خصوصاً، یہ تو اتنی کثیر ہیں جن کا شمار بھی نہیں ہو سکتا۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (س النحل آیت ۱۸) اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم ان پر احاطہ نہیں کر سکتے۔ ان تمام نعمتوں میں سے بڑی نعمت اسلام کی نعمت ہے، قرآن کی نعمت ہے، جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی۔

فرشتے قرآنی مجالس کو تلاش کرتے ہیں

محترم بزرگو! قرآن مجید، اس کی تلاوت، اس کے افہام و تفہیم کا موقع جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ عطا فرما دے، یہ اس قدر بیش بہا نعمت ہے کہ اس کی کوئی حد اور کوئی انتہا نہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ نعمتِ تلاوتِ قرآن اور درس و تدریس، افہام و تفہیم قرآن اللہ جلّ مجدہٗ نے امتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا فرمائی، انسان کو عطا فرمائی۔ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۝ (س الرحمٰن آیت ۱ تا ۴) — حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ نعمت، یہ عطیہ فرشتوں کو نہیں ملا اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان جب جماعت کے لئے، نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو فرشتے آکر اقتداء کر لیتے ہیں، نماز میں آکر شریک ہو جاتے ہیں اور جس وقت امام سورۂ فاتحہ کو پڑھ لیتا ہے تو اس کے بعد وہ ملائکہ بھی آمین پڑھتے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَہُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْہِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْہُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَذَکَرَہُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (رواہ مسلم)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم کسی مکان میں، خدا کے گھر میں یا کسی جگہ پر جمع ہوتی ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے، درس سنے، درس دے، (جیسا کہ آپ حضرات یہاں جمع ہیں) تو اُن کے اوپر خدا کی جانب سے رحمت برستی ہے، اُن کو خدا کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے آکر یہاں سے آسمان تک یکے بعد دیگرے جمع ہو جاتے ہیں حَفَّتْہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ تو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اتنی بڑی نعمت ہے، یہ عطیہ ہے، جس سے اس امت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نوازا ہے

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے

میرے محترم بزرگو! قرآن مجید، جس کو وحی متلو کہا جاتا ہے، اس کا بھیجنے والا نازل فرمانے والا اللہ جلّ مجدہٗ ہے جو پاک ہے۔ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (س التغابن آیت ۱) جس کی شان یہ ہے کہ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب کی سب اس کی تسبیح اور پاکی بیان کر رہی ہیں، جو حاکم ہے جو مالک ہے، جو قادر ہے، جو حکیم ہے — قرآن مجید کو نازل فرمانے والا بھی اللہ ہے۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جس طرح اللہ کے کاموں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، اور

کے کلام کا بھی کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۸۸) اگر تمام دنیا، تمام مخلوق بھی جمع ہوجائے جن و انس سب کے سب جمع ہو جائیں اگر اس قرآن کے مثل کوئی دوسری چیز پیش کریں۔ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝

قرآن مجید کا رسم الخط تک محفوظ ہے

قرآن مجید کی یہ شان ہے کہ: لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ (حٰم السجدہ آیت ۴۲)۔ بھائی! عقل ٹھوکر مار سکتی ہے انسان کی رائے غلطی کرسکتی ہے، قوم ایک چیز پر اگر جمع ہو جائے، ممکن ہے وہ غلطی کریں، سائنس دان غلطی کرسکتا ہے طبیب غلطی کرسکتا ہے، فلسفی غلطی کر سکتا ہے، عالم غلطی کرسکتا ہے، لیکن اللہ جَلَّ مجدہٗ نے جس وحی کو نازل فرمایا اُس کے متعلق اعلان ہے: لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ کبھی اس میں آمیزش باطل کی نہیں ہوسکتی الحمد للہ یہ نہیں فرمایا کہ گزشتہ زمانے میں باطل نہیں آسکتا تھا، اب آئے گا۔ نہیں — فرمایا قیامت تک نہیں آسکتا لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ۔ نہ آگے سے نہ پیچھے سے، اس میں کوئی آمیزش باطل کی کر ہی نہیں سکتا۔ ورنہ بھائیو! چودہ سو برس قرآن مجید کے نزول کا زمانہ گزرا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ باطل نے سر توڑ کوشش کی اس قرآن کے مٹانے کے لئے، اس کے الفاظ کے مٹانے کی کوشش کی، اس کے معانی میں تحریف کی کوشش کی۔ اور اللہ نے اس قرآن کی حفاظت کیسے کی؟ کہ اس کا لب و لہجہ بھی خدا نے محفوظ کر لیا۔ ہمارے سامنے قاری غلام فرید صاحب نے دو دفعہ تلاوت کی جو آپ نے سُن لی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت قاریوں کی پیدا کی کہ وہ اس کے لب و لہجے کی حفاظت کریں۔ ایک جماعت حافظوں کی پیدا کی۔ اللہ جل مجدہٗ دین کی حفاظت کے لئے عجیب عجیب انتظام فرما دیتے ہیں۔ دیکھئے جو لُولا ہو، لنگڑا ہو نابینا ہو، ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کسی کام کا نہیں ہے۔ لیکن اللہ نے اس کو قرآن کا حافظ بنا دیا — ایک وقت تھا چودہ لاکھ حافظ مسلمانوں میں موجود تھے — اب بھی انشا اللہ اگر یہاں پر گنیں گے تو آپ کو بیس تیس حافظ اس چھوٹی سی جماعت میں مل جائیں گے۔ اللہ نے قرآن مجید کے لب و لہجہ کی حفاظت کی۔ قراء کی ایک جماعت تیار فرمائی اسی طرح اللہ نے قرآن کے رسم الخط کی بھی حفاظت کی یہاں تک کہ جس طریقے پر قرآن مجید لکھا گیا ہے اس کی حفاظت بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمائی۔ مثلاً آج تک موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام جو آتا ہے تو آپ حضرات تو پڑھتے کہوں گے موسیٰ عیسیٰ۔ یعنی الف کے ساتھ موسا، عیسا نہیں لکھتے بلکہ ی کے ساتھ لکھتے ہیں موسیٰ، عیسیٰ اب اگر رسم الخط کے مطابق ہم اردو کے لہجے میں تلفظ کرتے تو مُوسِی، عِیسِی پڑھتے لیکن ایسا نہیں پڑھتے بلکہ موسیٰ، عیسیٰ پڑھتے ہیں — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ — اب اَلرَّحْمٰن لکھا جاتا ہے تو میم کے بعد الف نہیں لکھا جاتا۔ بلکہ میم کے اوپر ایک اشارہ سا ہے مد کی طرف، تو الرَّحْمٰن پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسم الخط کو بھی آج تک محفوظ رکھا ہے۔

نوجوانوں کی قرآن مجید سے دُوری

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا لطیفہ ہے، ایک دفعہ گاڑی میں فسٹ کلاس میں جا رہے تھے، ایک انگریزی تعلیم یافتہ بھی سفر کر رہا تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں قرآن مجید تھا تو اُس تعلیم یافتہ نے عرض کی کہ حضرت مجھے بتلائیں، کیا چیز ہے یہ؟ فرمایا آپ اسے کیا کرتے ہیں؟ اُس نے کہا، جی میں دیکھتا ہوں ذرا۔ خیر، حضرت تھانویؒ نے دے دیا۔ تو جیسے حضرت مولانا زاہد الحسینی صاحب نے ہمارے سامنے الٓرٰا شروع کر دیا، اب وہ دیکھتا ہے اُس کو، حضرت تھانویؒ نے اُس سے پوچھا کہ بھائی! تم نے اس میں سے کیا پڑھا؟ اس نے کہا حضرت! یہ تو ہے اَلْ رَا — نہیں بلکہ آلُو — آ — لُو — اب وہ "آلو" ہوگیا۔ — ایم اے پاس ہے — الٓرٰا جس طریقے پر لکھا ہے، الف لام را — تو نہ یہ اَلْ رَا پڑھ سکتے ہیں، نہ آلُو اور نہ اَلْرَا پڑھ سکتے ہیں بلکہ الف لام را۔

علماء کرام قرآن کے خدام ہیں

الغرض رسم الخط لب و لہجے اور الفاظ کی حفاظت کی طرح اُس کے معانی کے لئے اللہ جلَّ مجدہٗ نے حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی اور جناب عثمان غنی صاحب جیسے حضرات کو پیدا کیا — یہ تو اللہ کی امداد اور وعدہ کا ظہور ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ اس کے معانی کی حفاظت اللہ نے فرمائی علماء کے ذریعے سے، اور پھر اُن علماء کو اللہ نے یہ جذبہ دیا کہ تم جاؤ پھرو اور لوگوں کو قرآن مجید کے معنی سمجھاؤ۔

قرآن مجید کی برکات کا ظہور

بڑے خوش قسمت ہیں اس درس کے کارکن حضرات۔ حضرت مفتی بشیر احمد صاحب دامت برکاتہم نے آپ کے سامنے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو نقل کیا۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ (سورہ البقرہ آیت ۱۲۹) ایک جگہ ہے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعہ آیت ۲)۔ بھائی! پیغمبر کا کام کیا ہے؟ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ، خدا کی آیتوں کو تلاوت کرنا — ایک کام تو یہ ہے کہ قرآن مجید کا صحیح تلفظ بتلا دے۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ، اللہ وہ ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں بھیجا ایک عظیم الشان رسول — یہاں بھی ایک عجیب نکتہ ہے۔ دیکھئے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پڑھوں میں رسول بھیجا، جہاں نہ کالج تھا، نہ سکول تھا، مکہ معظمہ کیا، تمام جزیرہ عرب میں کوئی لکھنے والا، پڑھنے والا نہیں تھا، کوئی تعلیم یافتہ نہیں تھا، یہ ایک الگ چیز ہے کہ اس قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے وہ قوم ان پڑھ تھی لیکن اس قرآن مجید کی برکت سے، اس کے پڑھنے اور اس کے نزول کی برکت سے وہاں پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسے بلند پایہ حضرات پیدا ہوئے۔ انہوں نے

کس طریقے سے انصاف کیا؟ اور عادلانہ طریقے پر حکومتیں کیں، آج بھی سیرت العمرین یعنی حضرت عمر اور عمر بن عبدالعزیز کی سیرت کو یورپ کے بعض کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے کہ جو حاکم بنے تو اس کو ذرا پڑھ لے۔ وہ قوم جو کہ ان پڑھ تھی، جن میں کبھی کوئی فیلسوف، کوئی ماہر نہیں گزرا، لیکن اس قرآن کی برکت سے اُن اُمیین میں خالد بن ولید جیسے کمانڈر انچیف، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے امین اور حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ جیسے فقیہہ پیدا ہوتے ہیں، اور خلفاء راشدین کی تو نظیر کسی امت میں نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضانِ صحبت

فرض کیجئے اگر یہاں واہ کینٹ میں جہاں کہ بحمد للہ سکول بھی ہیں، کالج بھی ہیں، تربیت بھی ہے اگر اس میں کوئی تربیت یافتہ آدمی نکل آئے تو وہ بھی خدا کا احسان ہے، لیکن عجیب بات نہیں، اس لئے کہ بحمد للہ سب تعلیم یافتہ ہیں۔ اب ان سب تعلیم یافتوں اگر ایک شخص کسی مہارت کا مالک ہو جائے، تعلیم کے لحاظ سے، تو وہ اتنے تعجب کی چیز نہیں لیکن جہاں کی تقریبًا چار لاکھ عرب آبادی اُمّی ہو، وادی غیر ذی زرع ہو، وہاں پر اللہ جل مجدہٗ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور اس قرآن کی برکت سے وہاں علماء پیدا ہوئے وہاں افواج کے کمانڈر پیدا ہوئے، وہاں سلاطین کے استاد پیدا ہوئے، سیاستدان پیدا ہوئے، فقہاء پیدا ہوئے، قرّاء پیدا ہوئے اور تزکیہ باطن کی تو کچھ مثالیں آپ نے سن لیں

خلیفۃ المسلمین کی روزانہ تنخواہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنخواہ آٹھ آنے یومیہ تھی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جرّاح اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ امیرالمومنین کی یومیہ تنخواہ بہت کم ہے، ایک ادنیٰ چپڑاسی کی جو تنخواہ تھی۔ وہ امیرالمومنین لیا کرتے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ کسریٰ کا تاج جو کروڑوں روپے کا تھا مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں ازراہ مذاق ایک غریب شخص کے سر پر رکھا۔ اور لوگ ٹھوکریں گیند کی طرح لگاتے تھے۔ دنیا کے بیوقوف کہ دس کروڑ روپیہ تاج پر اُس نے خرچ کیا۔ مال کی کمی نہ تھی۔ لیکن خلیفہ وقت کو آٹھ آنے یومیہ ملتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صحابہ جُرات نہیں کر سکتے کہ عرض کریں کہ کچھ نہ کچھ یومیّہ یعنی تنخواہ زیادہ لے لیں تو حضرت حفصہؓ کی خدمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ بن جراح اور دوسرے اکابر صحابہؓ پہنچے۔ چونکہ یہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اور اُمّ المومنین تھیں، اس لئے حضرت عمرؓ اُن کا احترام کرتے تھے۔ وفد گیا حضرت حفصہؓ کے پاس کہ ہماری درخواست ہے آپ اپنے والد محترم کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ آٹھ آنے یومیہ سے کیا ہوتا ہے؟ کچھ نہ کچھ تنخواہ زیادہ آپ لیں —— صحابہؓ کے تزکیہ کو دیکھئے کہ مال کو کس طرح سے اُنہوں نے لات ماری —— فورًا چہرہ سُرخ ہوتا ہے، فرماتے ہیں۔ یہ بتاؤ کس نے کہا تم کو اُنہوں نے کہا حضرت! میں نے اُن سے وعدہ کر لیا ہے کہ نام نہیں بتاؤں گی، فرمایا کہ اگر مجھ کو اُن کے نام معلوم ہو جاتے تو میں اُن کو سیدھا کر دیتا اور پھر اُس کے بعد حضرت عمرؓ پوچھتے ہیں حضرت حفصہؓ سے کہ یہ بتائیے۔ کہ آپ کے ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش کیسا تھا؟ حضرت حفصہؓ نے کہا میرے ہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا رہتا تھا سردی کے زمانے میں اس ٹاٹ کو آدھا نیچے کر لیا کرتے تھے۔ اور آدھا اُوپر پہن لیا کرتے تھے —— یہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فراش —— قربان جایئے۔ (باقی آئندہ)

قطعۂ تاریخ

بر وفات حسرت آیات حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ

رفت آں شیخ عرب شیخ عجم　　محرم اسرارِ حق عبدالغفور
عالمِ اسلام از و شد مستفیض　　مہر او در خیمۂ ہر کس ناصبور
فاضلِ دیں باکمال و بے مثال　　صاحبِ خُلقِ عظیم و باشعور
مسلکش اخلاص در علم و عمل　　صحبتش پُر کیف و پُر نور و سرور
بزمِ جنّت یافت از راہِ بقیع　　رہنمائے راہِ دیں عبدالغفور

۹　۸　۳　۱　ھ　　　۹　۶　۹　۱　ء

یک شنبہ یکم ربیع الاوّل　　　　۱۷ مئی

نتیجۂ فکر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں پی ایچ۔ ڈی۔ لٹ صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدرآباد

قصور میں تبلیغی اجتماع

جامعہ قاسمیہ کوٹ مراد خاں شہر قصور کے زیرِ اہتمام ۱۲ راگست بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد گنبد والی کوٹ مراد خاں میں ایک عظیم الشان تبلیغی جلسہ منعقد ہوگا جس میں مجاہدِ ملت مولانا غلام غوث ہزاروی، فخرِ ملت مولانا محمد سلیمان صاحب طارق خطیب گوجرہ ضلع لائلپور، شاعرِ حریت جانباز مرزا شرکت فرما رہے ہیں۔
(قاری حبیب اللہ مہتمم جامعہ قاسمیہ قصور

بقیہ مجلس ذکر

وہ تو آپ کرتے نہیں ہیں، اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جو سب سے زیادہ امت میں متقی پرہیزگار متورع ہو گزرے ہیں۔ اور خدا معلوم اُن کو کیسے کیسے اونچے درجات عطا ہوئے ہوں گے اُن کو ایصال ثواب کرنے کے لئے ہر ماہ گیارہویں دیں گے، خدا ہدایت دے اس قوم کو، خود عمل نہیں ہے اپنے جن بزرگوں نے عمل نہیں کیا اُن کی نجات کی ذمے داری آپ پر عائد ہوتی ہے، جتنی زیادہ ہوسکے، یعنی کسی کے نماز روزے باقی ہیں تو کفارہ دو حج فرض تھا نہیں کیا تو حج بدل کراؤ جو تمہاری ذمّے داری ہے وہ تو کرتے نہیں اور چوٹی کے اولیائے کرام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یعنی کیا عرض کروں، نیکی بھی کرتے ہیں تو اس میں نیت نیک نہیں ہوتی حالانکہ اگر نیک نیتی سے کرتے۔ تو یہ خیرات اُن کی نجات کا سامان بن جاتی یہ جس عقیدے سے کرتے ہیں۔ وہ عقیدہ ہی فاسد ہے اس لئے بجائے اس پر ثواب مرتب ہونے کے اُلٹا وہ گمراہی کا ذریعہ بن رہا ہے۔ بہر حال کبھی حالات پڑھیئے اولیاء کرام کے اس نیت سے پڑھیئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُسوہ اور نمونہ بنانے اور عمل کی توفیق دے، پھر تو واقعی مزہ ہے۔ اور اگر پڑھنے کے لئے پڑھتے ہیں، لکھنے کے لئے لکھتے ہیں۔ تو پھر ظاہر ہے کہ اس کا تو کچھ فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ کو نمونہ بنانے کی اور حضورؐ کے سچے پیرکاروں کی پیروی کی توفیق دے تاکہ ہماری اور آپ کی نجات کا سامان ہو۔

آخری عرضداشت

ان معروضات کا مقصد یہ نہیں کہ اُن کی بُرائی مقصود ہے۔ بلکہ بھلائی مقصود ہے اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صدق دل سے عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ عمل سے زندگی بنتی ہے، اُن کی سیرت، اُن کے اخلاق و اطوار اور عادات کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ اُس سے انشاء اللہ ہماری کایا پلٹ ہو جائے گی اور اللہ کے ہاں ہم مقبولین بارگاہ الٰہی بن جائیں گے بلکہ ولی بن جائیں گے، اگر اُن کی سیرت کو اپنانے کی توفیق ہو، اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو توفیق دے

حضرت مولانا خیر محمد صاحب کا اپریشن

حضرت مولانا خیر محمد صاحب مہتمم خیر المدارس ملتان ۴ر جولائی کو چند یوم کے لئے ایبٹ آباد تشریف لائے۔ حضرت مدظلہ کو دردگردہ وغیرہ کی تکلیف ہو گئی۔ فوجی ہسپتال ایبٹ آباد میں لیفٹیننٹ کرنل عبدالرشید صاحب کمانڈنٹ سی۔ ایم۔ ایچ ایبٹ آباد کی زیر نگرانی ۱۴ر جولائی ۱۹۶۹ء کو اپریشن ہوا۔

حضرت مدظلہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے جملہ حضرات عموماً اور آپ کے متوسلین و معتقدین خصوصاً دعا فرمائیں (محمد امین گیبل لائنز بازار ایبٹ آباد)

انتخاب جدید

مورخہ ۲ جمادی الاول مطابق ۱۷ر جولائی کو انجمن مدرسہ عربیہ دارالفیوض رجسٹرڈ نزد ڈالمیا سیمنٹ فیکٹری کراچی نمبر ۱۲ کا جدید انتخاب ہوا۔ جس میں مولوی عبدالرؤف صدر، سید فصاحت حسین سیکرٹری اور قرار احمد صدیقی خازن منتخب ہوئے۔ (سیکرٹری)

بچوں کا صفحہ

خدمتِ والدین

حافظ صغیر احمد انور، میاں چنوں

اللہ پاک نے اپنے مقدّس کلام میں ارشاد فرمایا ہے کہ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ہ

ترجمہ: "اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ کہ

ترجمہ: "اگر تمہارے والدین میں سے کوئی بوڑھا ہو جائے تو ان کو اُف تک مت کہو۔"

"ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور ان کے سامنے بلند آواز مت نکالو۔"

خداوندِ قدوس اور رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم بجا لانے کے بعد پہلا درجہ ماں کا ہے اور پھر باپ کا درجہ ہے۔ کیونکہ ماں کو باپ کی نسبت زیادہ تکلیفیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے، جس نے ماں باپ کی خدمت نہیں کی اور ان کو خوش نہیں رکھا تو وہ سمجھ لے کہ اس دنیا سے محروم چلا گیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں مستجاب ہوتی ہے۔

صحابہ کرامؓ نے ایک دفعہ حضورِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگ اپنے والدین کو گالیاں نکالا کریں گے تو صحابہ کرامؓ حیران رہ گئے۔ گویا وہ وقت آج آ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ سے استدعا ہے کہ ہمیں اپنے والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خدمتِ مادر پدر کن اختیار
تا شوی در دین و دنیا بختیار

مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک راجے نے اپنی ماں سے کہا "والدہ میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کا حق ادا کر دیا ہوگا اور آپ مجھ پر خوش ہوں گی؟ ماں نے کہا۔ ہاں بیٹا! میں بہت خوش ہوں۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ آج رات ہم ماں بیٹا اکٹھے سوئیں۔" راجہ نے کہا۔ "بہت بہتر۔" شام کو پلنگ بچھا دیا گیا۔ والدہ نے آدھا بستر بھگو دیا اور خشک حصے پر خود سو گئیں۔ راجہ سلطنت کے کاروبار سے فارغ ہو کر آیا تو پلنگ پر لیٹ گیا——سردی کا موسم تھا بستر گیلا تھا۔ مہاراجہ تاب نہ لا سکا اور بیٹھ گیا۔ ماں نے پوچھا بیٹا کیا ماجرا ہے؟ راجہ نے کہا۔ بستر گیلا ہے میں سردی برداشت نہیں کر سکتا۔ ماں ہنس پڑی، واہ بیٹا یہی بہادری تھی۔ یہ ماں ہی کا حوصلہ ہوتا ہے کہ بچہ پیشاب کر دیتا ہے تو ماں بیٹے کو خشک جانب لٹا دیتی ہے اور خود گیلے بستر پر ہی رات بسر کر لیتی ہے۔

اب بتاؤ کیا تم نے میرے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے؟— مہاراجہ حیران رہ گیا اور کہنے لگا ماں! حقیقت تو یہ ہے کہ میں آپ کا ایک رات کا احسان بھی ادا نہیں کر سکا۔

الغرض ماں باپ خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ جس قدر ہو سکے ان کی اطاعت لازمی ہے۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ماں باپ کے نافرمان پر جنت حرام ہے۔

میرے عزیزو! اگر تم نے اس دنیا میں کامیاب رہنا ہے اور آخرت میں سرخرو ہونا ہے تو اپنے والدین کی خدمت کرو۔ دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو اپنے والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نتیجہ

کیف احمد صدیقی

جو دن بھر کھیلا کرتے تھے
استاد سے جھگڑا کرتے تھے
لوگوں کو ستایا کرتے تھے
وُہ فیل ہوئے ہم پاس ہوئے

جو سب کی برائی کرتے تھے
صرف اپنی بڑائی کرتے تھے
آپس میں لڑائی کرتے تھے
وُہ فیل ہوئے ہم پاس ہوئے

جو خوب شرارت کرتے تھے
تعلیم سے نفرت کرتے تھے
کھیلوں سے محبت کرتے تھے
وُہ فیل ہوئے ہم پاس ہوئے

جو دیر سے مکتب جاتے تھے
پھر بھاگ وہاں سے آتے تھے
جو ناحق وقت گنواتے تھے
وُہ فیل ہوئے ہم پاس ہوئے

جو بھائی بہن کو ستاتے تھے
ماں باپ کو دُکھ پہنچاتے تھے
دل استادوں کا دُکھاتے تھے
وُہ فیل ہوئے ہم پاس ہوئے

★

یکم اگست ۱۹۶۹ء

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ نمبر

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

قرآن عزیز

تجشیۂ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقّہ کے بعد
چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلّد قسم سوم	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم اوّل
مکینیکل گلیز کاغذ	کرنافلی سفید کاغذ	آفسٹ پیپر
۹/- روپے	۱۲/- روپے	

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے
لکھیں۔

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

شیخ التفسیر
حضرت مولانا
احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: [illegible]

رعایتی ہدیہ ۲/۲۵۔ محصولڈاک ایک روپیہ
کل ۳/۲۵ روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسالِ خدمت ہو گی

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا
اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔